

# مرحہ حسنائت



**از قلم:**

امام المناظرین  
حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتہ نقشبندی



ادارہ اشاعت العلوم و سن پورہ، لاہور پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّتَ حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ  
مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ عَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا اسے جاری کرنے اور اس پر عمل  
کرنیوالوں کے برابر ثواب ملے گا لیکن عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی

مُرُوبَة

حَسَنَات

گجراتی و ماہی عنایت اللہ نجدی کی کتاب  
”شجرہ بدعت“ کا ردِ مبلغ

ان قلم

امام المناظرین حضرت علامہ صفوی محمد رشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر ادارہ اشاعت العلوم و سن چورہ لاہور



نام کتاب \_\_\_\_\_ مَرَوِّجۃُ حَسَنَات  
 مصنف \_\_\_\_\_ اِمَامُ النَّاطِقِیْنَ حضرت علامہ صوفی محمد اللہ داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ  
 کتابت \_\_\_\_\_  
 اشاعت \_\_\_\_\_ پیچشم  
 تعداد \_\_\_\_\_ اول تا سوم تین ہزار (۳۰۰۰)  
 چہارم دو ہزار (۲۰۰۰)  
 مبلغ \_\_\_\_\_  
 ناشر \_\_\_\_\_ ادارہ اشاعت العلوم لاہور  
 ہدیہ \_\_\_\_\_ ایصالِ ثواب بحق اِمَامِ النَّاطِقِیْنَ حضرت علامہ صوفی محمد اللہ داتا  
 صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور  
 www.Islamic-Uloom.net دوائے خیر بحق معاونین ادارہ

نوٹ  
 شائقین مطالعہ روپے کے ڈاک ٹیٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ اشاعت العلوم - جامع مسجد حنیفہ (حضرت صوفی صاحب والی)

دکن پورہ لاہور۔

# فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	حدیث مبارک نمبر ۱	۲
۲	عنایت اللہ گجراتی کا مختصر تعارف	۲
۳	بجڑ کے متعلق فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۳
۴	کرامانی شرح بخاری شریف میں علامہ کرامانی فرماتے ہیں	۴
۵	تائید مزید	۳
۶	حدیث مبارک نمبر ۲	۲
۷	دشمنِ اسلام قوم مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف سے نکلے گی	۷
۸	حدیث مبارک نمبر ۳	۲
۹	ابن عبد الوہاب علامہ شامی کی نظر میں	۵
۱۰	ابن عبد الوہاب کا مختصر ریکارڈ یہ ہے	۵
۱۱	مختصر تعارف کتاب حیاتِ طیبہ اور اسمعیل دہلوی	۶
۱۲	بجڑی - دیوبندی انبیاء اور اولیاء کے دشمن بکیروں؟	۶
۱۳	عنایت اللہ گجراتی دہابی بھی دیوبند کی ہی پیداوار ہے	۷
۱۴	گجراتی دہابی کا دجل و فریب نمبر ۱	۷
۱۵	لفظ بدعت دنی چیز کا مفہوم اور علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۸
۱۶	لفظ بدعت اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۸
۱۷	گجراتی دہابی کا دجل و فریب نمبر ۲	۹
۱۸	دہابی خارجی ہیں	۹
۱۹	گجراتی خارجی صاحب کی نقل کردہ آیت مبارک کی حقیقت	۱۰
۲۰	گجراتی دہابی کا دجل و فریب نمبر ۳	۱۱

ب

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۲	گجراتی دیباچی کا دجل و فریب نمبر ۴	۲۱
۱۳	فضیلتِ دودھ	۲۲
۱۳	فضیلتِ حلوا و شہد	۲۳
۱۳	فضیلتِ گوشت	۲۴
۱۳	گمی لگی روٹی	۲۵
۱۴	گجراتی دیباچی کا دجل و فریب نمبر ۵	۲۶
۱۴	معانی لفظِ دعوت از روئے قسّم آن	۲۷
۱۵	گجراتی دیباچی کا دجل و فریب نمبر ۶	۲۸
۱۵	از روئے حدیث مبارک ہر بدعت ضلالہ نہیں ہوتی	۲۹
۱۶	علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں	۳۰
۱۶	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں	۳۱
۱۷	حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۳۲
۱۷	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدعتِ حسنہ سے انکار کیوں کیا کی	۳۳
۱۷	نفیس بحث	۳۴
۱۸	جناب مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۳۵
۱۸	پیلنج	۳۶
۱۸	گجراتی دیباچی کا دجل و فریب نمبر ۷	۳۷
۱۹	دیباچی کبھی عقل مند اور باشعور نہیں ہو سکتا	۳۸
۲۰	نمازِ عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنے کی ممانعت	۳۹
۲۰	نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں	۴۰
۲۱	گجراتی دیباچی کا دجل و فریب نمبر ۸	۴۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۱	فقیہہ ابراہیم حلبی زبان کے ساتھ نیت نماز کرنے کے متعلق لکھتے ہیں۔	۲۱
۴۲	گجراتی دیوبانی کا دجل و فریب نمبر ۹	۲۲
۴۳	وہ نذر جو حرام و باطل ہے	۲۳
۴۴	وہ نذر جو جائز ہے	۲۳
۴۵	علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۲۴
۴۶	اور گزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد علامہ احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۲۴
۴۷	گجراتی دیوبانی کا دجل و فریب نمبر ۱۰	۲۵
۴۸	مخلوق سے سوال کرنے کی اجازت ہے	۲۶
۴۹	مثلاً استعانت بغیر اللہ تعالیٰ اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۲۷
۵۰	مثلاً استعانت بغیر اللہ تعالیٰ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۲۷
۵۱	قطب وقت کی تعریف	۲۸
۵۲	گجراتی دیوبانی کا دجل و فریب نمبر ۱۱	۲۸
۵۳	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذکورہ قول کی شرح میں فرماتے ہیں	۲۹
۵۴	گجراتی دیوبانی کا دجل و فریب نمبر ۱۲	۲۹
۵۵	دلیل اول گجراتی دیوبانی کا اہلسنت پر صریح بہتان	۳۰
۵۶	دلیل دوم غیب اور علم غیب کی نفیس بحث	۳۰
۵۷	عالم الغیب اور عالم علم الغیب کی لاجواب تحقیق	۳۱
۵۸	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان	۳۲
۵۹	علم غیب کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۳۳
۶۰	علم غیب عطائی کا انکار قرآن پاک کے خلاف ہے۔	۳۴
۶۱	سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔	۳۴

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۵	شاہ عبدالقادر دہلوی بھی علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔	۶۲
۳۶	محدث ابن کثیر بھی علم غیب عطائی کو مانتے ہیں۔	۶۳
۳۷	بقول دیباہ قرآن پاک پر ایمان کفر ہے۔	۶۴
۳۷	علم غیب عطائی کے متعلق آیات قرآنیہ	۶۵
۳۹	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زیادتی علم کی دعا کرنا	۶۶
۳۹	گجراتی دیباہی کا دجل و فریب نمبر ۱۳	۶۷
۴۰	گجراتی دیباہی کا دجل و فریب نمبر ۱۴	۶۸
۴۰	ستیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۶۹
۴۱	بحر الرائق کی پوری عبارت اور گجراتی دیباہی صاحب کی یہودیت یعنی دجل و فریب ۱۵	۷۰
۴۲	دیباہی کا فتاویٰ قاضی خاں سے استدلال	۷۱
۴۲	فتاویٰ قاضی خاں کی پوری عبارت یہ ہے	۷۲
۴۳	اسکے جواب میں علامہ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں	۷۳
۴۳	عارف باللہ احمد صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں۔	۷۴
۴۴	شرح فتح المبین کے محشی علامہ حسن مدالبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۷۵
۴۴	مسئلہ حاضر و ناظر اور گجراتی دیباہی کا دجل و فریب نمبر ۱۶	۷۶
	گجراتی دیباہی کا بزم خورشید قرآن پاک سے استدلال کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام	۷۷
۴۶	حاضر و ناظر نہیں ہیں۔	
۴۶	گجراتی دیباہی کی قرآن پاک کا ترجمہ کرنے میں خیانت	۷۸
۴۷	شاہد کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی	۷۹
۴۷	حاضر و ناظر کی نفیس بحث	۸۰
۴۸	اہل سنت و جماعت کی مائتہ تفسیر جلالین کا حاشیہ صاوی شریف میں ہے۔	۸۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۴۸	عقیدہ حاضر و ناظر اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۸۲
۴۹	عقیدہ حاضر و ناظر کی مخالفت کا تاریخی پس منظر	۸۳
۴۹	گجراتی و بابی کی حماقت	۸۴
۵۰	اعظمیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تائید گنگوہی کے قلم سے	۸۵
۵۱	مسئلہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۸۶
۵۱	دلائل بے شکیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۸۷
۵۲	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بقول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۸۸
۵۳	چیلنج	۸۹
۵۴	بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مجتہد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ	۹۰
۵۴	مسئلہ میلاد مبارک اور و بابی کی خیانت یعنی دجل و فریب	۹۱
۵۵	حضور جناب مجتہد پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مکمل مکتوب	۹۲
۵۵	مسئلہ ذکر بالجہر اور فتاویٰ خیرہ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل و فریب	۹۳
۵۶	از روئے فتاویٰ خیرہ ذکر بالجہر جائز ہے	۹۴
۵۷	ذکر بالجہر اور علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۹۵
۵۸	گجراتی و بابی کبیری شرح منیۃ المصلیٰ کے حوالے سے لکھا ہے	۹۶
۵۸	کبیری شرح منیۃ کی عبارت میں خیانت یعنی دجل و فریب	۹۷
۵۹	ذکر بالجہر کے متعلق سیدنا مجتہد پاک رضی اللہ عنہ سرہندی کی عبارت میں خیانت یعنی	۹۸
۶۰	مسئلہ صلوٰۃ و سلام بخیر الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دجل و فریب	۹۹
۶۱	الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی تصدیق شیخ اسماعیل حتی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے	۱۰۰
۶۱	الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ	۱۰۱
۶۱	صاحب مہاجر مکی کے قلم سے	



صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۲	اذان میں انگوٹھے چومنا اور دجل و فریب نمبر ۲۲	۱۰۲
۶۳	اب انگوٹھے چومنے والی حدیث کے متعلق حفاظ حدیث کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔	۱۰۳
۶۴	علامہ محمد طاہر یثربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۹۸۶ھ فرماتے ہیں۔	۱۰۴
۶۴	اہلسنت احناف کے مقلد امام سیدی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ	۱۰۵
۶۴	غیر مقلدوں کا امام علامہ شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ لکھتا ہے	۱۰۶
۶۵	شیخ عبدالرحمن بن محمد معنی بیروت المتوفی ۱۲۵۶ھ کی شہادت	۱۰۷
۶۵	فقہائے احناف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتیں	۱۰۸
۶۶	مسئلہ ذبح بغیر اللہ اور وہابی کا دلیل و فریب نمبر ۲۳	۱۰۹
۶۶	مسئلہ سلع موتی اور گجراتی وہابی کی جابجائی یعنی دلیل و فریب نمبر ۲۴	۱۱۰
۷۰	سیدی علی بن برہان الدین علی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔	۱۱۱
۷۱	امام محمد زکریا رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۱۲
۷۱	حافظ الشان سیدی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔	۱۱۳
۷۳	وہابی کی پیش کردہ آیات کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی	۱۱۴
۷۵	سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ	۱۱۵
۷۵	انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینے کا مسئلہ	۱۱۶
۷۵	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجتہ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں	۱۱۷
۷۶	شیخ الاسلام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۱۱۸
۷۶	اوپنی قبروں کو گرانے کا مسئلہ	۱۱۹
۷۷	لغات حدیث کی مشہور و معروف کتاب مجمع البحار میں ہے	۱۲۰
۷۸	مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں وحید الزماں غیر مقلد کی تحقیق	۱۲۱
۷۸	بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر عمارت بنانے کا مسئلہ۔	۱۲۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۷۹	حنیفوں کے مسلم امام اور محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی فرماتے ہیں	۱۲۳
۷۹	عارف باللہ سید اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	۱۲۴
۷۹	علامہ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۲۵
۸۰	مسئلہ دُعا بعد نماز جنازہ	۱۲۶
۸۰	اسی طرح علی قاری کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۲۷
۸۱	مسئلہ حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حیات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔	۱۲۸
۸۱	حیات انبیاء کے متعلق اہل اسلام کا عقیدہ۔	۱۲۹
۸۲	شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔	۱۳۰
۸۲	مسئلہ حیاۃ اولیاء	۱۳۱
۸۳	دیوبندی عوام کا عقیدہ گدھے کے عضو تناسل کی مانند ہے۔	۱۳۲
۸۳	اعلم حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی عقیدہ مند کے اشعار	۱۳۳
۸۴	قطب شہرانی سیدی عبد الوہاب شہرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں	۱۳۴
۸۵	طائفہ دیوبندیہ کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر کی لکھتے ہیں	۱۳۵
۸۵	دیگر اشعار اعلم حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در منقبت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	۱۳۶
۸۶	گجراتی دیوبندی کا اعتراض	۱۳۷
۸۷	میزان سیادت	۱۳۸
۸۷	ملا علی قاری کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان	۱۳۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 حَمْدُهُ وَنُصْرَتُهُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ  
 اَمَّا بَعْدُ اے ایمان والو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دیگر خطرات سے اپنی  
 پیاری امت کو آگاہ فرمایا ہے۔ وہاں یہ بھی فرمایا ہے۔

حدیث مبارکہ | یَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَخَائِلٌ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمُ  
 مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ

فَيَأْتِيَكُمْ وَإِيَّا هُمْ لَا يُعْمَلُونَكُمْ وَلَا يُفْتَنُونَكُمْ بِهِ  
 ترجمہ :- آخری زمانہ میں کچھ دھوکے باز جھوٹے لوگ پیدا ہونگے جو تمہارے سامنے  
 ایسی باتیں بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی۔ نہ ہی تمہارے باپ دادا نے۔ اُن سے بچنا  
 کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں نہ ہی تم کو فتنہ میں ڈال دیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔  
 يَذَّابُنَ أَنْفُسَهُمْ عُلَمَاءٌ وَمُشَافِعٌ مِنْ أَهْلِ النَّصِيحَةِ وَالْقَلَادِحِ ثُمَّ يَذَّابُونَ  
 إِلَى مَذَاهِبِهِمُ الْبَاطِلَةِ وَأَنَاءِهِمُ الْفَاسِدَةَ ۔

ترجمہ :- یعنی وہ دجال اور کذاب لوگ خود کو علماء اور مشائخ نصیحت اور اصلاح کرنے  
 والے سمجھتے ہوں گے۔ لوگوں کو اپنے باطل مذاہب اور اپنے بُرے خیالوں کی طرف بلائیں گے  
 لہذا ایسے بدنساب علماء مشائخ سے پوری پوری طرح پرہیز کیا جائے۔ ایسے علماء اور  
 مشائخ میں سے عنایت اللہ گجراتی بھی ہے جسے ابن عبد الوہاب کی ذریت پر میر طریقت  
 کہتی ہے۔

## عنایت اللہ گجراتی کا مختصر تعارف

یہ عنایت اللہ گجراتی غلام اللہ پنڈوی اور سرفراز گلشردی کا گرو عباتی حسین علی واں بھجروی

کا مرید و شاگرد ہے۔

حسین علی واں بھجوردی رشید احمد گنگوہی دہلوی دیوبندی کا چیلہ ہے اور یہ سب لوگ ہوا  
دہی اور فریب کاری میں مدد ملتی رکھتے ہیں۔ دراصل یہ دیوبندی ابن عبدالوہاب نجدی کی روحانی  
اولاد ہے۔ نجدی اور دیوبندی فطرتاً انبیاء علیہم السلام کے دشمن ہیں۔

## نجد کے متعلق فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بِكَأَيِّطَلْعِ قَرْنِ الشَّيْطَانِ ۱؎

ترجمہ :- یعنی نجد سے قرنِ الشیطان نکلے گا۔

## کرمانی شرح بخاری شریف میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں

(قرنِ الشیطان) اُنْی اُمْتُهُ وَحِزْبُهُ، یعنی نجد سے شیطان کی امت اور اس کا گروہ

پیدا ہوگا۔ ۱؎ [www.Ishaat-ul-Uloom.net](http://www.Ishaat-ul-Uloom.net)

کون نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی سیدنا آدم علیہ السلام کی امانت کا جرم شیطان  
ہی سے سرزد ہوا ہے۔ لہذا شیطان کی امت اور اُس کے گروہ کی یہ ہی پہچان ہے کہ وہ انبیاء  
اللہ کا گستاخ ہوگا۔

تائید مزید | حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب مشرکین

مکہ نے جمع ہو کر دارالندوہ میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف

مشورہ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس دن صبح سویرے ہی آگئے مشورے کے اس دن کا نام یومِ زحمت

رکھا گیا مشرکین کے سامنے ہی ابلیس بھاری چادر اوڑھ کر ایک بڑے بزرگ کی شکل میں لالہ اندوہ

کے دروازے پر کھڑا ہو گیا مشرکین نے پوچھا یہ بزرگ کون ہے۔ ابلیس نے جواب دیا میں نجدی

بزرگ ہوں۔ تمہارا پروگرام میں نے سنا اور تمہارے ساتھ حاضر ہو گیا ہوں تاکہ سنا جائے کہ تم



کیا کہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی رائے یا نصیحت تم سے پوشیدہ رہ جائے۔ یہ کہہ کر ابلیس مشرکین کے ساتھ دارالندوہ میں داخل ہو گیا۔

مندرجہ بالا روایت سے مندرجہ ذیل باتیں روزِ روشن کی طرح ثابت ہیں۔  
(۱) اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو صرف نجدی بزرگ کی صورت اختیار کرنے کی سوجھائی۔ کیونکہ نجد ہی سے ابلیس کا گروہ ظاہر ہوا تھا۔

(۲) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو تنبیہ تھی کہ نجدیوں کی بزرگی اور ان کے جتوں قبول کا بھروسہ نہ کرنا۔ حقیقتاً یہ ابلیس کا گروہ ہے۔

(۳) نجدی لوگ مشرکین کے خیر خواہ اور اہل اسلام اور بانی اسلام کے دشمن ہوں گے۔  
حدیث مبارک ۲: اِنَّ مِنْ بَعْدِي مِنْ اَصْحٰبِيْ قَوْمٍ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يَجَاوِزُوْهُ حَدِّقْهُمْ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ۔

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد میری امت سے ایک قوم ہوگی قرآن پڑھیں گے، اہل اسلام کو قتل کریں گے، اور مشرکوں کو کچھ نہ کہیں گے۔

## دشمن اسلام قوم مدینہ منورہ مشرق کی طرف سے نکلے گی۔

حدیث مبارک ۳: اِيْخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يَجَاوِزُوْهُ حَدِّقْهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الدَّمِيَةِ۔  
ترجمہ:۔ مشرق سے ایک قوم نکلے گی، قرآن پڑھیں گے، مگر قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

ان تمام احادیث کے مصداق نجدی ہیں۔ کیونکہ نجد عرب کے ایک خطے کا نام ہے جس کی

۱۔ تہذیب طبری عربی مطبوعہ مصر طبع ثانی جلد ۲ صفحہ ۳۷۰ سطر ۱۴۔ ۲۔ تاریخ کامل ابن اثیر عربی مطبوعہ بیروت جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۲۔ ۳۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر عربی مطبوعہ ریاض جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ سطر ۲۱۔  
۴۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۴۳ حدیث ۵۴۴۔ ۵۔ مکنز العمال جلد ۳ صفحہ ۳۴ حدیث ۵۹۴

زمین بند ہے اور جو حجاز سے مشرق کی طرف خلیج فارس تک وسیع ہے بلکہ  
حجاز کے متعلق لکھا ہے کہ عرب کے ایک صوبے کا نام ہے جس میں مکہ مدینہ اور طائف  
وغیرہ کا علاقہ شامل ہے بلکہ  
معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ مشرق سے ایک قوم نکلے گی۔ صاف بتاتا ہے  
کہ نجد ہی کی طرف اشارہ ہے جو کہ مکہ و مدینہ سے مشرق میں واقع ہے۔  
اسی نجد کے خطے میں ابن عبد الوہاب رحمہ اللہ میں پیدا ہوا جس نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام  
اور اولیاء اللہ کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اور سوائے اپنے عقیدت مندوں کے تمام اہل اسلام کو  
مشرک قرار دیا۔

## ابن عبد الوہاب علامہ شامی کی نظر میں

ابن عبد بن رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عبد الوہاب کے متعلق فتاویٰ شامی میں لکھا ہے۔  
كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اتِّبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ التَّوَيْنِ خَرَجُوا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوا عَلَى  
الْحَرَمَيْنِ كَأَنَّهُمَا يَنْتَحِلُونَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلِيَّةِ لَكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوا أَنَّهُمْ هُمُ  
الْمُسْلِمُونَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكٌ وَأَسْتَبَاحُوا بِذَلِكَ قَتْلَ  
أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَاءِهِمْ بَلَّغَ  
ترجمہ :- جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبد الوہاب کے تابعداروں کا واقعہ ہوا جو نجد سے نکلے  
اور حرمین شریف پر غالب آئے۔ خود کو حنبلی مذہب کہتے تھے۔ لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ وہی مسلمان  
ہیں۔ اُن کے خلاف عقیدہ رکھنے والے تمام مشرک ہیں۔ لہذا ان کے نزدیک عوام اہل سنت اور  
علماء اہل سنت کا قتل جائز تھا۔

## ابن عبد الوہاب کا مختصر ریکارڈ یہ ہے

۱۔ فیروز اللغات فارسی ص ۴۸۹ - ۲۔ فیروز اللغات فارسی ص ۳۵۸۔

۳۔ فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۱۹۔

ابن عبد الوہابؒ ۲۹۱ھ میں نجد کے ایک شہر عینہ میں پیدا ہوا۔ اپنے کفر یہ عقائد کے سبب لوگوں میں بدنام ہوا۔ مجبور ہو کر اسے اپنا آبائی شہر چھوڑنا پڑا۔ وہاں سے نکل کر اس نے صریح (نجد کا شہر) میں رئیس عظم محمد بن سعد کے پاس پناہ لی۔ اس محمد بن سعد نے ابن عبد الوہاب کی لڑکی سے نکاح کر لیا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد العزیز رکھا گیا۔ یہ لڑکا اپنے نانا ابن عبد الوہاب کے مسلک پر سختی سے پابند تھا۔ اس نے بھی وہاں بیت پھیلانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

آخر کار ۳۸۳ھ میں خراسان کے ایک سنی نے اُسے قتل کر دیا۔ عبد العزیز کے بعد اس کا بڑا بیٹا سعد باپ سے بھی زیادہ پرجوش نکلا۔ ۳۸۶ھ کے آخر میں سعد نے مدینہ منورہ پر قبضہ جما لیا۔ وہاں بیت کے جوش میں جنت البقیع کے تمام مقبرے صاف کر دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کو بڑھ چھوڑا۔ آپ کے مزار کی جواہر نگار چھت کو برباد کر دیا۔ اور اس چادر کو بھی اٹھا دیا۔ جو آپ کے مزار مقدس پر پڑی رہتی تھی پھر ۳۸۸ھ میں اللہ تعالیٰ نے ترکوں کے ہاتھوں ان وہابیوں کی شان و شوکت کو تباہ و برباد کر دیا۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ مُخْتَصَرًا۔

## مختصر تعارف کتاب حیات طیبہ اور اسمعیل دہلوی

حیات طیبہ اسمعیل دہلوی کی سوانح حیات ہے۔ اس کا مؤلف مرزا حیرت دہلوی ہے جو کہ بدترین وہابی ہے اور شنائی وہابیوں نے تصحیح نام کے بعد اس کتاب کو دوسری دفعہ شائع کیا ہے۔ جبکہ اسمعیل بن عبد العزیز ابن عبد الوہاب نجدی کا روحانی فرزند تھا جو دہلی میں ۱۰۷۱ھ میں پیدا ہوا اور تقویۃ الدین لکھ کر اپنے روحانی باپ ابن عبد الوہاب کا خلف الرشید ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا۔

## نجدی دیوبندی انبیاء اور اولیاء کے دشمن کیوں؟

اسمعیل دہلوی کے بعد ۱۲۸۳ھ میں ہندوستان کے ایک قصبہ دیوبند میں مدرسہ دہابیت قائم ہوا اگر لفظ ”دیوبند“ کو ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی کہلانے والوں کو لازماً انبیاء اور اولیاء اللہ کے دشمن ہونا چاہیے۔ کیونکہ دنیا میں سب سے پہلے ”دیوبند“ کا لفظ قارون کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ”دیوبند“ قارون کا لقب تھا۔ پھر ابران کے ایک قدیم بادشاہ جمشید کا لقب ہوا۔ پھر ہندوستان کے ایک قصبہ کا نام ہوا۔ فیروز اللغات فارسی میں ہے۔ دیوبند، جمشید اور قارون کا لقب ہندوستان کے ایک قصبے کا نام اصلی دیوبند یعنی قارون کو کون نہیں جانتا بے شک وہ نبی اللہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بدترین مخالف تھا۔ آپ کی دعا سے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ معلوم ہوا نجدی اور دیوبندی فطرتاً ہی اور اہل حق کے دشمن ہیں۔

**عنایت اللہ گجراتی دہابی بھی دیوبند کی ہی پیداوار ہے۔**

اس عنایت اللہ گجراتی کی دہابیت ملاحظہ فرمائیں۔  
ایک بات یاد رکھنے والی ہے کہ اہل سنت جس قدر صلوات و سلام کے شیعہ لائی ہیں اس سے کہیں زیادہ دہابی لفظ ”بدعت“ کے متوالے ہیں۔ چنانچہ گجراتی دہابی لکھتا ہے۔

### گجراتی دہابی کا دجل و فریب

**اعتراف** | دین کے اندر کوئی نئی چیز نکالنا جو زمانہ رسالت و زمانہ خلافت راشدہ و صحابہ و تابعین و تبع تابعین میں باوجود اپنے سبب و علت کے نہ تھی ”بدعت“ ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔  
مَا اُحْدِثُ فِيْ اَمْرِ نَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَمُؤَدَّةٌ  
جس کسی نے ہمارے اس معاملہ میں (یعنی دین اسلام میں) کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہوگی۔



جواب :- میں کہتا ہوں کہ بدعت کی مذکورہ بالا تعریف اُمت و مابہ کی من گھڑت ہے ۔  
اہل سنت کی کسی کتاب میں یہ تعریف نہیں ۔ اور جس حدیث شریف کو اپنی تائید میں پیش کیا  
ہے وہ ہرگز دما بھیر کی من گھڑت تعریف کی موئید نہیں ۔

### لفظ بدعت (نئی چیز) کا مفہوم اور علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حنفیوں کے مہتمم علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ۔  
قَالَ الْقَاضِي الْمَعْنَى مَنْ أَخَذَ ثَبَاتًا  
فِي الْأُسْلُوبِ دَلِيلًا لَمْ يَكُنْ لَهُ  
مِنْ الْكِتَابِ وَالسُّنَنِ سُدَّةٌ ظَاهِرَةٌ  
أَوْ خَفِيَّةٌ مُلْفُوظَةٌ أَوْ مُتَبَيَّنَةٌ فَهِيَ مُؤَدَّةٌ  
یعنی جس شخص نے اسلام میں کوئی ایسی رائے  
کا اظہار کیا جس کی صحت پر قرآن و سنت  
میں کوئی سند نہیں ۔ نہ ظاہری نہ خفی  
نہ نقلی نہ استنباطی وہ رائے مردود ہے ۔  
پھر فرماتے ہیں ۔

فِي قَوْلِهِ (مَا لَيْسَ مِنْهُ) إِشَارَةٌ  
إِلَى أَنَّ أَحَدًا مَا لَا يَنَازِعُ الْكِتَابَ  
وَالسُّنَةَ لَيْسَ بِعَدْوٍ مَوْلًى - ۱  
بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں جو  
مالیس منہ ہے اس سے اس بات کی  
طرف اشارہ ہے کہ جو نئی بات قرآن و سنت  
کے خلاف نہ ہو وہ بُری نہیں ۔

### لفظ بدعت اور شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ۔  
أَمَّا أَحَدَثٌ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ  
مِنْ الْكِتَابِ وَالسُّنَنِ سُدَّةٌ صَوْرًا  
أَوْ مُتَبَيَّنًا أَوْ لَمْ يَحْكَمْ بِصِحَّتِهِ  
یعنی دین میں ایسی کوئی نئی چیز نکالی جس کی  
کتاب و سنت میں سند نہ ہو ۔ مرتج یا  
استنباطی یا اس کی صحت پر قرآن میں حکم نہ ہو ۔

الْكِتَابَ فَتَشْتَعِلُ الْأُجْمَاعُ وَالْقِيَاسُ  
وَالْأَمْثَلُ أَوْ مَا كَانَ مُخَالَفًا  
مُعَيَّنُ الْهَمَاءِ  
اس میں اجماع اور قیاس بھی شامل ہے  
پس مراد یہ ہے کہ قرآن و سنت کا مخالفت  
یا مغیر دنیا کا ممد و دوسے۔  
بدعت کی تعریف اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا معنی و مفہوم یہ ہے  
جو محدثین کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا یا ہے۔

## گجراتی وہابی کا دجل و فریب ۲

**اعتراض** | گجراتی وہابی کہتے ہیں، افسوس ہے کہ آج لوگوں نے دین کے اندر طرح طرح کی  
بدعات ایجاد کر دیں اور دین اسلام کو موم کی ناک بنا ڈالا۔ اپنے کھانے پینے  
اور دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر دین کا علیہ اور نعمت بگاڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالزُّهَّانِ لَيَاْكُلُونَ  
أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْأَسْوَاطِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ  
اے ایمان والو! خبردار، ہوشیار رہنا بہت سے مولوی اور پیر الیہ ہیں جو لوگوں کا مال  
نا جائز طریقہ سے کھاتے ہیں، اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔  
جواب :- گجراتی وہابی نے اہل سنت پر مذکورہ بالا آیت چسپاں کر کے اپنی خارجیت کا پورا پورا  
ثبوت دیا ہے اس لیے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ یعنی کافروں کے حق میں ہے۔ کافروں والی  
آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرنا خوارج کی فطرت ہے۔

**وہابی خارجی ہیں** | بخاری شریف میں ہے۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شَرًّا يَخْلُقُ  
اللَّهُ وَقَالَ إِنَّهُمْ انْطَلَقُوا إِلَى  
ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو شریر ترین  
مخلوق خیال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ

آيَاتِ نَزَّلَتْ فِي الْكُفَّارِ  
فَجَعَلُوا عَلَيْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝  
خارجی لوگ کفار کے حق میں آئی ہوئی،  
آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں۔

## گجراتی خارجی صاحب کی نقل کردہ آیت مبارک کی حقیقت

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آج سے ہزار سال پہلے مفسر ہیں، سمجھتے ہیں۔  
إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى  
(يَأْخُذُونَ أَسْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ) يَأْخُذُونَ الرِّشَاءَ فَحُبَّ أَحْكَامِهِمْ وَيُحَرِّفُونَ  
كِتَابَ اللَّهِ وَيَكْتُمُونَ بِأَيْدِيهِمْ كِتَابًا بَاتُمْ يُمْنُونَ هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ  
وَيَأْخُذُونَ بِهَا ثَمَنًا قَلِيلًا مِّنْ سَفَلَتِهِمْ ۝  
ترجمہ :- اے ایمان والو! بیشک اکثر علماء اور قاری بنی اسرائیل کے یہود و نصاریٰ میں سے  
لوگوں کا ناحق مال کھاتے ہیں۔ اپنے احکام میں رشوتیں لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو  
بدلتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے کتاب کھڑکھاتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس کے  
بدلے ادنیٰ لوگوں سے کچھ مال بٹورتے ہیں۔

ان دہائیوں کی تالیفات دیکھنے سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ واقعی خارجی گروہ ہے۔  
کیونکہ کفار اور مشرکین کے حق میں اُتری ہوئی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کر کے انہیں خواہ  
مخواہ مشرک بناتے ہیں۔

## گجراتی دہابی کا دجل و فریب ۳

اعتراف | گجراتی دہابی لکھتا ہے ”مقام حیرت ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے لایق کرنا، تو کوئی  
بڑی بات نہیں تھی لہٰذا مرگ پر پڑے بھی یہ مصیبتیں کرتے ہیں کہ اعتراف سے  
اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار مجھ کو ان اشیاء سے بھیذہج دیا کریں دُعا

کا برف خانہ ساز (قلنی) اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو۔ مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ خواہ بکری کاشانی کباب۔ پراسٹے، بالائی، فیرنی، اردو کی دال مع ادراک و لوازم (یعنی مصالحے بھی ہوں) تاکہ مولوی صاحب کو بادی نہ ہو جائے (گوشت بھری کچوریاں سیب و انار کا پانی سوڈے کی بوتل) تاکہ یہ سب اہل ہضم ہو جائے۔

جواب۔ دوستو! مرنے سے قبل وصیت کرنا ایک امر شرعی ہے لیکن اس گجراتی خارجی نے وصیت کی عبارت میں اپنی خواہش باطنی کی پچھریں لگا کر کیسا استہزاء کیا۔ دوسرے یہ خواہش دکھائی ہے کہ فائتہ کے متعلق پوری وصیت نقل نہیں کی، اگر پوری عبارت نقل کر دیتا تو خواہش بھرے پیوند ہرگز نہ لگا سکتا۔ ہم اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی وصیت فائتہ کا وہ بالائی حصہ نقل کر دیتے ہیں تاکہ اس گجراتی خارجی کے لگائے ہوئے پیوند اکھڑ جائیں۔ اور وصیت کی حقیقت واضح ہو جائے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کھانوں کا ذکر کرنے سے پہلے فرمایا کہ فائتہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیں صرف فقراء کو دیں۔ اور وہ بھی اعتدال اور خاطر داری کے ساتھ۔

آپ کا فرمانا کہ دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں، صاف صاف بتاتا ہے کہ مُرْسَلُ الْيَدِ آپ کی ذات نہیں بلکہ فقراء ہیں گویا کہ آپ نے فرمایا۔ مندرجہ ذیل کھانے عزت اور احترام کے ساتھ فقراء کے ہاں بھیج دیا کہیں۔ اب ان خارجیوں سے پوچھو کہ فائتہ کے اچھے اچھے کھانے فقراء کے ہاں بھیجنے میں کونسی قباحت ہے بلکہ یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ خَنْشِي قَالَ دَأَيْتُ عَلِيًّا	حضرت خنص کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی
يُضَيِّحِي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا	اللہ عنہ کو دکھا کہ دو مینڈھے قربانی کرتے
فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ	تھے میں نے پوچھا یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذْصَافُ  
 أَنْ أَصَحَّ عَنْهُ خَاَنَا  
 أَصَحَّ عَنْهُ لَه  
 رُسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرْتُ فِيهِ  
 فَرَأَيْتُ نَحْيَ كَرَمِي طَرَفَ سَ جَانُورِ قَرَابَانِي كَرَا  
 سَوِيں آپ کی طرف سے قربانی دیتا ہوں۔  
 کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہ خارجی کہیں گے کہ آپ کو آخری وقت گوشت کھانے  
 کی سوجھی، معاذ اللہ تم معاذ اللہ تو کوئی بھی بد دین نہیں کہہ سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے  
 جاتے وقت اپنے پیٹ کی ہی فکر تھی، کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے کھانے بعینہ نہیں  
 پہنچتے بلکہ ان کھانوں کو فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔ بخلاف اس کے گجراتی  
 وہابی نے اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا ہے کہ کھانے بعینہ پہنچتے ہیں۔ اسی لیے یہ وہابی اپنے مردوں کی فاتحہ  
 نہیں دلاتے کیونکہ کھانوں کا مردوں سے کیا تعلق۔

## گجراتی وہابی کا دجل و قیبر ۲

اعتراف | گجراتی وہابی لکھتا ہے ”مولوی محمد عمر اچھڑوی نے اپنی کتاب ”مقیاس حقیقت“ میں  
 مندرجہ ذیل سرخیاں قائم کر کے اُمت محمدیہ پر کرم فرمائی کی۔  
 فضیلت دودھ، فضیلت حلوا، شہد فضیلت گوشت اور پراٹھا۔  
 جواب :- میں کہتا ہوں اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مناظرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم صلی  
 اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاء کا بذریعہ احادیث ذکر کر کے اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام  
 پر احسان فرمایا تاکہ یہ اُمت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اشیاء کو محبوب رکھیں۔ اور جب  
 فی سبیل اللہ خیرات کرنے کا موقع آئے تو اللہ تعالیٰ کی مقبول و محبوب اشیاء ہی اس کے راستے میں خیرات  
 کریں کیونکہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبولیت حاصل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ  
 کے ہاں بھی مقبول ہوتی ہے گویا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اللہ تعالیٰ کی پسند ہے  
 مناظرِ اعظم مولانا محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردہ جن احادیث سے گجراتی وہابی کے سینے

میں غضب کی آگ بجھ کر کی ہے۔ وہ احادیث بندہ پھر نقل کر دیتا ہے تاکہ وہابیوں کے مرضِ قلبی میں اور اضافہ ہو۔

### فضیلتِ دُودھ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُتِيَ بِلَبَنٍ قَالَ بُوكَةً أَوْ بَرَكَةً يَلَهُ

اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دُودھ پیش کیا جاتا۔ آپ فرماتے یہ سرایا برکت ہے یا فرماتے دو گنا برکت ہے۔

### فضیلتِ حلوا و شہد

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِبُّ الْحُلُوَّ أَوْ الْعَسَلُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو محبوب کہتے تھے۔

### فضیلتِ گوشت

عَنْ أَبِي الْقَدُّوْسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَاهِلِ الْجَنَّةِ اللَّحْمُ۔

حضرت ابو القادوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے۔

### گھی لگی روٹی

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدِوَتْ لَوَاقِثٌ عِنْدَ نَاحِيَتَيْ بَيْتِنَا مِنْ بَنِي سَمْدَاءَ مُلَبَّقَتَا بَسْمَنِ نَاكُلُهُمَا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ آج تو گھی لگی گیہوں کی روٹی ہوتی تو ہم کھاتے۔

مسلمانو! ان احادیث مبارکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ اشیاء و خوردنی کا پتہ چلتا ہے

۱۔ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۳۶ - ۲۔ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۳۶

۳۔ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۳۵ - ۴۔ :- ابن ماجہ صفحہ ۲۳۵

وہابی خواہ کتنا ہی جلیں، لیکن آپ لوگ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ اشیاء ہی فی سبیل اللہ غریبہ اور فقراء کو کھلایا کرو، اور بذات خود بھی ان چیزوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھو، نفسانی خواہش کے ماتحت نہیں، بلکہ اس لیے کہ یہ چیزیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ ہیں۔

## گجراتی وہابی کا جبل و فیسرہ

**اعتراض |** گجراتی وہابی لکھتا ہے: ”ایک دفعہ کسی نے مسئلہ پوچھا۔ (اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے) سوال :- حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ جواب :- اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں بلکہ

اندازہ کیجئے پیٹ کی اشتہاء کا۔ ان بندگان پیٹ کے سامنے مسئلہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ بات پیٹ کی کریں گے۔ سائل حاضر ناظر کے چکر میں ہے تو حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں۔

**جواب :-** میں کہتا ہوں کہ اس جاہل وہابی سے پوچھئے کہ دعوت کا معنی پیٹ بھرنا کس لغت میں ہے۔

دعوت کا معنی تو صرف ”بلانا“ ہے پھر جب تک اس کے ساتھ کوئی قرینہ موجود نہ ہو، تو کسی خاص چیز کی طرف بلانا مراد نہیں لیا جاسکتا۔

## معانی لفظ ”دعوت“ از رُءِ قرآن

۱۔ اُجِیْبْ دَعْوَا النَّاسِ اِذَا دَعَاكَ ۝

۱۴ :- ملفوظات حصہ اول صفحہ ۱۲۴ - ۱۵ :- شجرہ بدعات صفحہ ۹ -

۱۶ :- بقرہ پارہ ۲ آیت ۱۸۶ -

۲- لَكَ دَعْوَةُ الْحَقِّ - ۱۵

۳- إِنَّمَا تَدْعُوَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَكَ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ - ۱۶  
دیکھیے مجھے مذکورہ بالا آیات میں ”دعوت“ کا لفظ موجود ہے لیکن اس دعوت سے کھانا کھانے کی دعوت مراد لینا سراسر جہالت ہے۔

معلوم ہو کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان (دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں) سے کھانے کی دعوت مراد لینا گجراتی دیوبانی کی جہالت ہے بلکہ اسکے بطن پرستی کی دلیل ہے۔

## گجراتی دیوبانی کا دہل و فریب اعتراض | گجراتی دیوبانی لکھتا ہے۔

(۱) بدعتی پر اللہ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

(۲) بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں۔

(۳) بدعتی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۴) بدعتی کی توقیر و تعظیم کرنا۔

(۵) بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں۔

(۶) بدعتی آب کوثر سے محروم ہوگا۔

جواب :- گجراتی دیوبانی نے مذکورہ بالا ہر عنوان کے تحت حدیث نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بدعت یا بدعتی کی مذمت میں جتنی بھی احادیث آتی ہیں وہ سب

کی سب اُسی ہی بدعت اور بدعتی کے بارے میں ہیں۔ جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

از روئے حدیث مبارک ہر بدعت بدعت ضلالہ نہیں ہوتی

ہمارے اس دعویٰ کی دلیل ملاحظہ ہو۔

۱۵ :- رد پارہ ۱ آیت ۱۵ :- الرحمن پارہ ۲ آیت ۳۵ :- شجرہ بدعات صفحہ ۱۰ تا ۱۳ -



عَنْ بَلَّالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَرْثِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...  
 مَنْ ابْتَدَعَ مِدْعَةً مِثْلَ لَهْ لَوِيضَتِهَا  
 اللَّهُ وَرَسُولُهُ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ  
 الْوَيْثِمِ مِثْلُ آثَارِ مَنْ عَمِلَ بِهَا  
 بلال بن حارث مرنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی  
 برا طریقہ جاری کیا جس سے اللہ اور اس  
 کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں اس  
 بدعت ضلالہ پر عمل کرنے والوں کے برابر اس  
 بدعتی کو گناہ ہوگا۔

**علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔**

قَيْدُ الْبِدْعَةِ بِالْمِثْلَةِ لِتَرَادُفِ  
 الْبِدْعَةِ الْحَسَنَةِ - ۱۰  
 بدعت کے ساتھ ضلالت کی قید لگانا  
 بدعت خیر کو اس مذمت سے نکالنے  
 کے لیے ہے۔

**شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔**

(بِدْعَةُ مِثْلَةٍ) كَأَنَّهُ اخْتِزَازٌ عَنْ  
 بَعْضِ الْبِدَعِ الْمُتَحَسِّنَةِ الَّتِي تَقْوَى  
 بِهَا الدِّينُ كَمَا صَرَّحَ مِنْ أَقْصَا  
 الْبِدْعَةِ فِي أَقْلِ الْبَابِ ۱۰  
 بدعت ضلالت کہنا گویا کہ یہ بچانا ہے بعض  
 بدعاتِ ستمہ کو جن سے دین اسلام کو  
 تقویت پہنچتی ہے جن کا بیان اول باب  
 میں اقسامِ بدعت میں گذر چکا ہے۔  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمادیا کہ بدعتِ ضلالہ وہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور  
 اس کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو۔  
 وہ بدعتی کون ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے جس کا

۱۰ :- مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰ :- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶ -

۱۱ :- لغات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳۳ -

کوئی عمل قبول نہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہے جس کی تعظیم و توقیر دین اسلام کو گرانے کے مترادف ہے جس کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی جو آب کو شر سے محروم ہوگا۔ یہ وہ بدعتی ہے جس کا کوئی ایک بھی عقیدہ اہل سنت کے خلاف ہو۔

## حافظ الشان ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الْمُبْتَدِعُ مَنْ اَعْتَقَدَ شَيْئًا مِمَّا  
يُخَالِفُ اَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ  
(بُرا، بدعتی وہ ہے جس نے کوئی ایسا عقیدہ رکھا جو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے خلاف ہو۔

ثابت ہو الصنی دائرہ اسلام سے خارج، حوض کوثر کے پانی سے محروم وہی لوگ ہیں جن کے عقائد مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔

گجراتی دھابی نے اپنی کتاب ”شجرہ بدعات“ کے دو صفحے ۱۲، ۱۵ بدعت حسنہ کی فہمت میں سیاہ کیے ہیں جن پر نہ کوئی حدیث اور نہ محدثین کا کوئی ایسا قول نقل کیا ہے جس سے ثابت ہو کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی۔ صرف امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی سرسندی رضی اللہ عنہ کی مکتوب کا سہارا لیا ہے۔

## حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت حسنہ سے انکار کیوں کیا کی نفی بحث

میں کہتا ہوں کہ سرکار سرسندی رضی اللہ عنہ کا فرمانا کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی۔ یہ تو آپ کا اپنا خیال ہے جو اولہ شرعیہ سے مُبرہن نہیں، اور ہم نے بعض نئے کاموں کا حسن ہونا دلیل شرعی سے ثابت کیا ہے۔

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ سے انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے تشہد میں انگلی اٹھانے کا کیا ہے، حالانکہ رفع سبائے کے متعلق صریح احادیث موجود ہیں اور

موجود بھی صحاح ستہ میں ہیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مسئلہ رفع سبابہ صحاح ستہ میں موجود ہے تو امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے انکار کا کیا سبب ہے۔ اس کے جواب میں۔

## جناب مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علماء نے اثبات رفع سبابہ میں بہت سے رسائل لکھے ہیں، جو کہ احادیث صحیحہ اور روایات فقیہ حنفیہ پر مشتمل ہیں، یہاں تک کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے چھوٹے صاحب زادے شاہ بیچا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اثبات رفع سبابہ پر ایک رسالہ لکھا ہے اور نفی رفع سبابہ میں تو ایک بھی حدیث موجود نہیں، حضور مجدد رضی اللہ عنہ کا ترک رفع سبابہ بنا براجمہاد ہے۔ اور سنت غیر منسوخ کے مقابلہ اجتہاد و مجتہد حجت نہیں بل۔

لہذا سیدنا و مولانا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بدعت حسنہ کا انکار کرنے کی بہت سی توجیہات ہو سکتی ہیں جن میں سے قوی تر اور شان مجددیت کے مناسب توجیہ یہ ہے کہ آپ کا بدعت حسنہ کی مطلق نفی فرمانا سد الباب کے قیل سے ہے تاکہ عوام بدعت حسنہ کا سہارا لے کر بدعت ضلالہ میں نہ پھنس جائیں۔ لہذا سرے سے بدعت کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے اور یہ بھی آپ کا اجتہاد ہی ہے جو نصوص صریحہ کے مقابل حجت نہیں۔

## حلیج

اگر کوئی وہابی بدعت حسنہ کی نفی میں ایک صحیح حدیث دکھا دے، اس کو ایک حدیث شریف کے بدلے ایک صد روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

## گجراتی وہابی کا دجل و فریب

**اعتراف** | گجراتی دہابی المہنت کے متعلق لکھتا ہے کہ ان سنیوں کا اصول ہے: سنی اور سنی گھڑت  
طریقہ عبادت جاری کرو اور تاویل یہ کرو ایک بدعت حسنہ بھی ہے اور اس میں عمل کر کے  
اسلام کا حقیقی روحانی نور حاصل ہوتا ہے۔ ۱۷

گجراتی دہابی نے بدعت حسنہ کی تردید میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت دو روایتیں نقل کی ہیں  
اقول: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:-

ایک شخص نے عید کے دن نماز عید سے قبل نماز نفل پڑھنی چاہی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ  
نے اسے منع کیا۔ اس نے کہا اے امیر المؤمنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نماز پر سزا نہ دے گا  
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بالیقین جانتا ہوں کسی فعل پر ثواب نہ دے گا۔ جب تک  
اس فعل کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو۔ پس تیری یہ نماز فعل عبث ہو  
گی اور فعل عبث حرام ہے اور شائد کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی مخالفت کی وجہ سے  
سزا دے۔

دوم:- ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھتا تھا۔ اس نے معید بن مسیب سے  
دریافت کیا۔ اے ابو محمد کیا مجھے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا۔ حضرت معید بن  
مسیب نے فرمایا کہ نہیں لیکن تجھے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔ ۱۸  
یہ دونوں واقعات نقل کر کے دہابی لکھتا ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نماز جیسی اہم اور پسندیدہ عبادت پر بھی محض اس  
لیے سزا دے گا کہ اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے شائبہ نہیں اور آپ  
نے اس کی ترغیب بھی نہیں دی۔ ۱۹

**دہابی کبھی عقلمند اور باشعور نہیں ہو سکتا**

۱۷:- شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ - ۱۹:- شجرہ بدعات صفحہ ۱۸

۱۸:- شجرہ بدعات صفحہ ۱۸ -



جواب :- میں کہتا ہوں کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ شعور سے یقیناً محروم ہوتا ہے۔ اگر وہابیوں کو شعور ہو تو وہ بابت سے توبہ کر لیں۔ گستاخی وہابی عنایت اللہ تو بالکل ہی بے شعور ہے۔ اس کو اتنا بھی شعور نہیں کہ بدعت حسنہ کی تعریف مخدثین نے جو کی ہے اور ہم اقل کتاب میں اسے نقل کر آئے ہیں۔ کہ بدعت حسنہ وہ ہے جو قرآن و سنت کے خلاف نہ ہو۔ اور بدعت ضلالہ وہ ہے جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔

اس بے شعور نے جو دو روایتیں نقل کی ہیں، ان دونوں روایتوں میں جس جس نماز کا ذکر ہے وہ نماز بیشک بدعت ضلالہ ہے کیونکہ دونوں نمازوں کی ممانعت پر صریح نص موجود ہے۔

### نماز عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنے کی ممانعت

حدیث دارمی نے سنن دارمی شریف میں ”لَا صَلَوةَ قَبْلَ الْعِيدِ وَلَا بَعْدَهَا“ کے عنوان سے ایک مستقل باب باندھا ہے کہ نماز عید سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں ہے۔

### نماز عصر کے بعد عروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں

قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ  
أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَتَبَتْ هِيَ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عَنْ عَمِّهَا -

جب مذکورہ بالا دونوں نمازوں سے ممانعت ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا منع فرمانا بدعت ضلالہ سے ممانعت ہے لہذا یہ دونوں روایتیں گجراتی وہابی کو مفید نہیں۔

وہ اُمور جو قرآن و سنت کے ماتحت ہوں۔ ان کے ایجاد کرنے کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رغبت دلائی ہے۔

مشکوٰۃ شریف کے محشی نے حاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۷ پر مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے حدیث نقل کی ہے۔

مَنْ سَنَّ فِيهِ الْوَسْلَامَ  
سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا  
وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ  
بِهَا (المحدث)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے  
اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا۔ اسے  
جاری کر لیا بھی اجر ملے گا۔ اور اس پر عمل  
کرنیوالوں کے برابر بھی اجر ملے گا۔

## گجراتی و بابی کا دجل و فریب

اعتراف | گجراتی و بابی دوسرا الزام لگاتا ہے کہ سنیوں کے نزدیک فقہ کے قانونی فیصلوں کی بجائے اولیاء اللہ کے قول و عمل کو سند کپڑا جائز ہے۔ بلکہ اولیاء اللہ کی بھی قید نہیں جو کام پہلے سے ہو رہا ہے۔ وہ سند ہے۔ اس بات کی پرواہ نہیں کہ وہ قرون خیر میں بھی

مقتضیٰ نہیں بلکہ  
www.Ishaat-ul-Uloom.net  
جواب :- میں کہتا ہوں کہ اسے بے شعور انسان تو نے بدعت حسنہ کی نفی میں کوئی قرآن یا سنت یا خیر القرون سے سند پیش کی ہے۔ بلکہ اپنے انکار کی بنیاد بجائے فقہاء کرام کے اقوال کے صرف اور صرف حضور مجدد رومی اللہ عنہ کے اقوال پر ہی رکھی ہے اگر یہ وہابی فقہاء کرام سے بدعت حسنہ کا انکار ثابت کر دے تو جو چاہے انعام لے۔

فقیر ابراہیم حلبی نماز کی نیت زبان سے کر نیسے متعلق لکھتے ہیں۔

نَقَلَ ابْنُ الصَّامِ عَنْ بَعْضِ الْمُحْفَظِ  
أَنَّهُ قَالَ لَمْ يَثْبُتْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَرِيقٍ صَحِيحٍ

امام ابن الہمام نے بعض حفاظ سے نقل کیا  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق  
صحیح نہ ہی بطریق ضعیف ثابت ہے کہ

وَلَا ضَعِيفٌ إِنَّهُ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْفَتْحِ  
أَصْلَى كَذَا أَوْ لَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ الْمَعَابِدِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَالتَّابِعِينَ رَضُوا  
اللَّهُ عَلَيْهِمْ بَلِ الْمُتَقُولُ أَنَّهُ قَالَ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَثُرَ وَ  
هَذِهِ بِدْعَةٌ لَكِنَّ عَذَمَ الثَّقَلِ  
وَكُونُهُ بِدْعَةٌ لَوْ يَنَافِ  
كُونُهُ حَسَنًا ۝

فقیہ ابراہیم حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی فرمادیا کہ ہر بدعت بُری نہیں بلکہ بعض حسن بھی ہوتی ہیں کیا اب بھی کوئی وہابی کہے گا کہ فقہا بدعت حسنہ کے قائل نہیں۔

www.Ishaat-ul-Uloom.net

## حجراتی وہابی کا دجل و فریب ۹

اعتراف | حجراتی وہابی لکھتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک۔

بزرگوں کے نام کی نذر و نیاز دینا۔ چڑھاوے چڑھانا سب جائز ہیں اس سے  
معیشتیں دُور ہوتی ہیں اور اولیاء اللہ کی نذریں نہ دینے سے مصیبتیں آتی ہیں ۛ  
جواب :- اس مذکورہ بالا عنوان کے تحت وہابی نے فقہاء کی عبارتیں نقل کرنے میں پوری  
پوری یہودیت کا ثبوت دیا۔ دراصل فقہاء نے نذر کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک نذر حرام ہے اور  
ایک نذر جائز ہے۔ اس یہودی صفت وہابی نے نذر حرام والی عبارت تو نقل کر دیں اور جو  
نذر جائز ہے۔ وہ عبارتیں چھوڑ دیں ہم دونوں عبارتیں نقل کر کے فیصلہ فقہاء پر ہی  
چھوڑتے ہیں۔

## وہ نذر جو حرام و باطل ہے

النَّذْرُ الَّذِي يَنْذُرُهُ أَكْثَرُ الْعَوَامِ عَلَى مَا هُوَ مُشَاهِدٌ. كَانَ يَتَكَوَّنُ  
الْإِنْسَانُ غَائِبًا أَوْ مَرِيضًا أَوْ لَهُ حَاجَةٌ فَيَأْتِي بَعْضَ الصُّلَحَاءِ فَيَجْعَلُ يَسْتَرْكَا عَلَى رَأْسِهِ  
فَيَقُولُ يَا سَيِّدِي فَلَنْ أَنْزِلَ غَائِبِي أَوْ عَوْفِي مَرِيضِي أَوْ قَضَيْتُ حَاجَتِي  
فَلَكَ مِنَ الذَّهَبِ كَذَا - أَوْ مِنَ الْفُضَّةِ كَذَا - أَوْ مِنَ الطَّعَامِ كَذَا - أَوْ مِنَ الثَّمَرِ  
كَذَا - أَوْ مِنَ الشَّمْعِ كَذَا - أَوْ مِنَ الثَّيِّبِ كَذَا - فِهَذَا النَّذْرُ بِالْإِجْمَاعِ.

**ترجمہ :-** وہ نذر جو اکثر عوام ماننے میں جیسے کہ دیکھا جاتا ہے وہ کسی غائب انسان یا مریض  
یا حاجت کے لیے ہوتی ہے حاجت مند کسی بزرگ کے (مزار) پر آتا ہے اور اس کے غلات  
کو سر پر ڈال کر کہتا ہے اے فلاں اگر میرا گم شدہ واپس آجائے یا میرے مریض کو مرض سے عافیت  
مل جائے یا میری فلاں حاجت پوری ہو جائے تو تیرے واسطے اتنا سونا یا چاندی یا کھانا یا  
پانی یا چراغ یا تیل میرے دفتر ہے پس یہ نذر بالاجماع باطل ہے۔

**وہ نذر جو جائز ہے** | اَللّٰهُمَّ اِنَّا اَنْ قَال يَا اللّٰهُ اِنْفِ نَذْرْتُ لَكَ اِنْ شَفَيْتُ

مَرِيضِيْ اَوْ رَدَدْتُ غَائِبِيْ اَوْ قَضَيْتُ حَاجَتِيْ اَنْ  
اُطْعِمَ الْفُقَرَاءَ اَوْ اَلَّذِيْنَ بِبَابِ السَّيِّدَةِ فَيْسَةَ اَوْ الْفُقَرَاءَ الَّذِيْنَ بِبَابِ الْاِمَامِ الشَّافِعِيِّ  
اَوْ الْاِمَامِ اللَّيْثِ اَوْ اَشْتَرَيْتُ حَمِيْرًا لِّسَاجِدِهِمْ اَوْ زَيْتًا لِّوَقُوْدِهَا اَوْ ذَرَاهِمَ لِمَنْ  
يَقُوْمُ شَعَائِرِهَا اِلَى غَيْرِ ذَٰلِكَ مَقَامٍ يَكُوْنُ فِيْهِ نَفْعُ الْفُقَرَاءِ وَ النَّذْرُ يَلْبَسُ.....  
فَيَحُوْرُ بِهَذَا الْاِعْتِبَارِ.

**ترجمہ :-** اگر نذر ماننے والا یہ کہے کہ اے اللہ اگر تو مجھے شفا بخشے یا میرا گم شدہ واپس آجائے  
یا میری حاجت پوری کر دے تو میں سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا کے آستانے کے فقرا کو کھانا کھلاؤں

۱۔ بحوالہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔ بعینہ رد المحتار (فتاویٰ شامی) جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ سطر ۳۲۔

۲۔ بحوالہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ بعینہ۔



گایا ان فقراء کو جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا امام لیث رحمۃ اللہ علیہ کے آستانوں پر ہیں یا ان کی مساجد کے لیے مقلے یا ان کے جلانے کے لیے تیل یا وہاں کے خدام کو کچھ نقدی دوں گا۔ یا اسی طرح کی دیگر اشیاء جن میں فقراء کا فائدہ ہو اور نذر اللہ کے لیے ہو پس یہ نذر جائز ہے یہی نذر ہے جو حقیقتاً اولیاء اللہ کے لیے مانی جاتی ہے۔ کیونکہ نذر ماننے والوں کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے کہ میں اپنی نذر کی اشیاء کو فلاں ولی اللہ کے تعلقات پر صرف کروں گا۔ تعلقات میں ولی اللہ کا مزار اور خدام اور زائرین مہمان بھی داخل ہیں۔

### علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نَذْرُ الذَّيْتِ وَالشَّعْرِ لِلْأَوْلِيَاءِ يُوقَدُ عِنْدَ قُبُورِهِمْ تَعْظِيمًا لَهُمْ وَحُبَّةً فِيهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ  
ترجمہ:- اولیاء کی محبت اور تعظیم میں ان کی قبور کے پاس شمع روشن کرنے یا تیل کی منت ماننا جائز ہے۔  
یہی بزرگ فرماتے ہیں۔

كَذَلِكَ نَذْرُ الدَّاهِمِ وَالْذَّائِبِ الْأَوَّلِيَاءِ بِأَنْ تَصْنُفَ عَلَى قُبُورِهِمُ الْمُجَادِرِينَ عِنْدَ قُبُورِهِمْ أَمْرٌ جَائِزٌ۔  
ترجمہ:- اسی طرح اولیاء کے مزارات کے مجاوروں پر صرف کرنے کے لیے درہم اور دینار کی نذر ماننا جائز ہے۔

### اور نگاہ سب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ محمد حیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

أَنَّ الْبَقْرَةَ الْمُعْتَدَّةَ لِلْأَوْلِيَاءِ  
كَمْ هُوَ الرَّسْمُ فِيهِ  
اولیاء کے لیے نذر مانی ہوئی گائے حیا  
کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے حلال اور

ذَمَائِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ ۝ طیب ہے ۔  
مسئلہ نذر میں فقہاء کرام کا فیصلہ ملاحظہ ہو اور ان دہائیوں کی بک بک پر ہزار بار تفریس کرو

## گجراتی دہائی کا دہل اور فریب

گجراتی دہائی لکھتا ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے ۔  
اولیاء اللہ جس طرح چاہیں دنیا میں تصرف کرتے ہیں جو چاہیں دیں نہ دیں ساری  
خدائی اُن کے قبضے میں ہے جسے چاہیں دیں ۔ ۱۰  
اس عنوان کے نیچے دہائی لکھتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یوں نصیحت فرمائی ۔  
إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ ۔

جب بھی تجھے مانگا ہو تو اللہ سے مانگ اور جب بھی تو مدد مانگے تو اللہ ہی سے مانگ اور  
اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے اگر سب لوگ تجھے نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو ہرگز ذبح  
برابر بھی نفع نہیں پہنچا سکتے ۔ مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ تیرے لیے مقرر فرما چکے ہیں ۱۱

جواب :- میں کہتا ہوں کہ گجراتی دہائی کی نقل کردہ عبارت سے انبیاء اللہ اور اولیاء کرام کے  
تصرف کی نفی نہیں ہوتی ۔ بلکہ تصرف باذن اللہ کا ثبوت ہے ۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں  
إِنَّ الْأُمَمَةَ كَوَلِّجَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ  
اللَّهُ لَكَ ۝

ترجمہ :- بیشک اگر تمام مخلوق جمع ہو کر تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو نہ پہنچا سکیں گے ۔ مگر اتنا ہی  
جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقرر فرما دیا ہے ۔

لہذا بے غیر اذن اللہ تصرف کی نفی ہے نہ کہ باذن اللہ کی ۔

۱۰ :- شجرہ بدعات ص ۲۵ ۔

۱۱ :- مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۵۳

۱ :- تفسیرات احمدیہ ص ۳۹ ۔

۲ :- شجرہ بدعات ص ۲۵ ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث پاک صرف فَتَوَكَّلْ عَلَی اللہ کی تفسیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ سرے سے مخلوق خدا کے آگے سوال کرنا اور مخلوق خدا سے استعانت حرام ہے۔

## مخلوق سے سوال کرنے کی اجازت ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فِیْ اَمْوَالِہِمْ حَقُّ لِسْأَلِہِ وَ الْمُحْرَمِہِ

ترجمہ :- مالداروں کے مالوں میں سوالیوں اور محروموں کا حق ہے۔

اور فرماتا ہے۔ لَا یَسْأَلُہِ النَّاسُ اِلْحَافًا

ترجمہ :- (صاحبِ قسم کے فقراء) سرسری طور پر تو سوال کر لیتے ہیں، مگر رسولِ خدا کے گلے نہیں چھٹتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید ہے۔ اَمْثَالِ السَّائِلِ فَلَا تُنْفِرْ

ترجمہ :- اے محبوب کسی سائل کو بھی محروم نہ رکھیں۔

اب ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِرَسُولِ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْأَلُ

یَا رَسُولَ اللہ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اِنْ كُنْتَ لَا بِدَقِاسْئِلِ الْفَاقِرِ

ترجمہ :- حضرت ابن عباسی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول مجھے مانگ لینے کی اجازت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ۔ اور

اگر کوئی چارہ نہ ہو تو مانگین سے سوال کر لیا کرو۔

کیا اب بھی کوئی دبا بی کہے گا کہ مخلوق سے سوال حرام ہے۔ اے مسلمان! دیکھ لو ہم بھاری

کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء کے دروازوں پر جانے کی اجازت مرحمت فرمادی ہے۔

۱۔ پارہ ۲۶ سورۃ الذریت آیت ۱۵۔ ۲۔ پارہ ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۸۲۔

۳۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳۔

۴۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۳۔

## مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا غیر وہ ہے جسے بارگاہ خداوندی سے نسبت نہ ہو، عبارت آپ کی یہ ہے۔  
نسبت بدرگاہ اور نثار و اما دوستان دے و مقربان دے داخل غیر نیستند و توجہ بالیشان بایں حیثیت عین توجہ حضرت دوست رہے۔  
ترجمہ: غیر اللہ وہ ہے جسے بارگاہ الہی سے نسبت نہ ہو، لیکن اللہ کے دوست اور اس کے مقرب غیر خدا کی صفت میں داخل نہیں، اس لیے اُن کی طرف توجہ کرنا عین اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا ہے۔

## مسئلہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں: [www.Ishaatullah.com](http://www.Ishaatullah.com)  
مطلق استعانت غیر سے حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہنے والا اُسی شخص پر بھروسہ کرے اور یہ نہ سمجھے کہ حاجت روا خدا تعالیٰ ہے اور یہ شخص سبب ظاہری ہے اور اگر ایسا اعتقاد کر کے استعانت ساتھ غیر کے کرے اور اس غیر کو مظہر عون الہی کا سمجھے سو ایسی استعانت شرع میں جائز اور روا ہے انبیاء اور اولیاء نے بھی اس طرح کی استعانت غیر کے ساتھ کی ہے۔

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء سے استعانت غیر خدا سے استعانت نہیں۔  
گجراتی و دہلوی نے بزم خورشید اپنے مقصد کو مفید سمجھ کر علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے۔

ساری مخلوق خواص و عوام سارے نبی سب اولیاء اور ساری امت اگر سب مل کر بھی



کچھ دین یا دنیا کا مقوڑا سا فائدہ پہنچانا چاہیں تو اس کی وہ سب طاقت نہیں رکھتے۔  
 میں کہتا ہوں کہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول وہابی کو نافع نہیں کیونکہ اس عبارت میں  
 اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نفع پہنچانے کی نفی ہے باقی رہا یا ذن اللہ نفع پہنچانا۔ یہی علی قاری  
 رحمۃ اللہ علیہ نے بہتہ الخاطر میں قطب کی تحریف میں لکھتے ہیں۔  
**قطب وقت کی تعریف** کائنات کے والی بنانے اور معنوں کرنے کا اختیار  
 رکھتا ہو۔

یعنی قطب کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کی سلطنتوں کے رد و بدل کرنے  
 کا باذن اللہ مختار ہو۔

## گجراتی وہابی کا دجل و فریب

اعتراف | گجراتی وہابی لکھتا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا ہے۔

در حقیقت خدا کے سوا کوئی کچھ کرنے والا ہے نہ حرکت و سکون دینے والا ہے  
 نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں کچھ اچھائی ہے نہ برائی۔ نفع و نقصان بخشش و محرومی، کشائش و  
 بندش، موت و زندگی، عزت و ذلت، دولت و مندی اور غربت اس کے سوا کسی کے قبضہ  
 میں نہیں ہے۔

جواب :- میں کہتا ہوں جس شخص میں کچھ بھی دیانت ہو وہ کبھی وہابی نہیں ہو سکتا۔ مذکورہ بالا عبارت  
 فتوح الغیب مقالہ ۱۸ کی ہے۔ اسی کتاب فتوح الغیب کے مقالہ ۱۶ میں غوث اعظم رضی اللہ  
 عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْقَوْلُ اللَّهُ  
 وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ثُمَّ يَرْدُّ عَلَيْكَ  
 اللَّهُ تَعَالَى سَؤَالَكَ  
 سَمْعًا لَمْ يَكُنْ لَكَ

۱۔ مرقات عزنی جلد ۵ صفحہ ۹۱ بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۔  
 ۲۔ نزہۃ الخاطر مترجم صفحہ ۹۴۔  
 ۳۔ فتوح الغیب و نزہۃ الخاطر بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵۔

اَلتَّكْوِيْنُ قُسُوْنٌ بِاللَّذِيْنَ الصِّرِيْحُ  
اَلَّذِيْ لَا عُنْيَا دَعِيَّة -  
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اجازت ہو گی جس  
پر شبہ کا غبار نہیں ہو گا۔

## شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس مذکورہ قول کی شرح میں فرماتے ہیں۔

تقویٰ کنید خدا تعالیٰ را و نگاہ داشت امر و نہی او و میدانند خدا تعالیٰ احکام را کہ متضمن مصالح  
شما است در دنیا و آخرت۔ بعد ازاں رد کردہ میشود بر تو دہرہ میشود، تو بہت کردن و پیدا  
گردانیدن کائنات و تصرف دادہ میشود ترا در دو عالم۔  
ترجمہ :- (اے سالک) اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس کے امر و نہی کا خوب خیال رکھ، اللہ تعالیٰ  
تجھے ایسی باتوں کی تعلیم دیگا جن میں تیرا دنیا و آخرت کا نفع ہو۔ پھر کائنات کو زندہ اور پیدا کرنے  
کی قدرت تجھے دیگا۔ اور جہان میں تصرف کا اختیار بھی دے گا۔  
اسکے چند سطر بعد غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ اللهُ تَعَالَى فِيْ بَعْضِ كُتُبِهِ يَا ابْنَ آدَمَ اِنَّ اللهَ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنَا اَخْلَقُ  
لِشَيْءٍ كُنْتُ يَسْكُوْنُ اَطْعَمْنِيْ اَجْعَلْكَ تَقْتُوْلُ لِشَيْءٍ كُنْتُ يَسْكُوْنُ سَبَّ

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے بعض آسمانی کتب میں فرمایا۔ اے ابن آدم میں اللہ ہوں میرے سوا  
کوئی معبود نہیں میں کسی شے کو جب کہتا ہوں، ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے، تو میری اطاعت کر میں تجھے  
یہ صفت عطا کروں گا کہ تو کسی چیز کو کہے ہو جا پس وہ ہو جائے گی۔

اے ایمان والو! سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ سے ثابت ہوا کہ  
اولیاء کا ملین کو جہان میں پورا پورا تصرف عطا ہوتا ہے بلکہ لفظ کن کہہ کر کسی چیز کو عدم سے وجود  
میں بھی لا سکتے ہیں۔

## مجراتی و بابی کا دجل و فریب ۱۲

**اعترض** | گجراتی دہابی لکھتا ہے کہ ان اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کل علم غیب کے مالک ہیں۔ غیب دانی ان کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے بعض خاص بندوں کو بعض غیب پر با اختیار خود مطلع کر دیں یا خبر دے دیں۔ تو اس اطلاع علی الغیب، اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علم غیب نہیں کہہ سکتے کیونکہ علم کا لفظ جب غیر کی طرف مضاف ہو تو قرآن مجید میں مجزواتی کے کہیں نہیں آتا۔ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں۔ یہ ہر تباہی ذاتی ہے۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ یہ گجراتی دہابی تو اُجھل قسم کا انسان ہے۔

## دلیل اول گجراتی دہابی کا اہلسنت پر صریح بہتان

پہلے تو اہل سنت بریلویوں پر یہ عجوبہ باندھا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کل علم غیب کے مالک ہیں یعنی کل علم غیب ہر ایک نبی اللہ کے قبضہ میں ہے حالانکہ اہل سنت میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں رہی کوئی دہابی اس بات کو اکابرین اہل سنت سے ثابت کر سکتا ہے۔ آگے چل کر اس دہابی نے خود ہی اس الزام کی تردید کر دی کہ ان کا عقیدہ ہے کہ غیب دانی انبیاء کے اختیار میں ہے جب چاہیں غیب کی بات دریافت کر لیں اب اس جاہل سے پوچھتے ہیں کہ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کل انبیاء اللہ علم غیب کے مالک ہیں یعنی ان کا علم غیب پر قبضہ ہے پھر ان لوگوں کا یہ عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انبیاء جب چاہیں غیب دریافت کر سکتے ہیں کیونکہ جو چیز قبضہ میں ہو اس کا دریافت پر سعی وارو۔

## دلیل دوم غیب اور علم غیب کی نفیس بحث

گجراتی دہابی کا یہ کہنا کہ اطلاع علی الغیب، اخبار بالغیب یا اظہار علی الغیب کو علم غیب نہیں کہہ سکتے، اس نادان دہابی کو اتنا بھی شعور نہیں کہ غیب اور علم غیب میں کیا فرق ہے۔ پورے قرآن میں ایک

بھی آیت ایسی نہیں جو یہ کہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ عالم علم الغیب ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔  
اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں۔ خود فرماتا ہے۔

۱۔ قُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ ۖ فَرَاوَجِئْتُمْ بِشَيْءٍ غَيْبِ اللَّهِ كَيْلَهُ ۖ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الْغَيْبُ لَكُمْ شَيْئًا ۚ  
عالم غیب اللہ ہی کے لیے ہے۔ غیب اور علم غیب کا فرق ملحوظ رکھیں۔

۲۔ لِلَّهِ الْغَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبِ الْغُيُوبِ ۚ  
نہیں فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم اللہ ہی کو ہے۔

۳۔ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ الْغُيُوبِ ۚ  
کے غیب کا۔ یہاں بھی یہ نہیں فرمایا۔ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ کہ بیشک  
اللہ عالم ہے آسمانوں اور زمین کے غیب کے علم کا۔

۴۔ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمُ غَيْبِ الْغُيُوبِ ۚ  
غیب کو۔ یہاں تعلیم غیب ہے نہ کہ علم غیب۔

www.isbani.com.net  
ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔

## عالم الغیب اور عالم علم الغیب کی لا جواب تحقیق

کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لیکن عالم علم الغیب نہیں۔ کیونکہ معلّم اور متعلّم کی درمیانی نسبت  
کو تعلیم کہتے ہیں، اس لیے عالم الغیب ہونا ذات باری تعالیٰ کا خاصہ ہے کیونکہ نہ اس کا کوئی متعلّم  
ہے اور نہ اللہ تعالیٰ متعلّم ہے۔

عالم علم الغیب ہونا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم دینے والا  
ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تعلیم پانے والے ہیں تعلیم دینے والے اور تعلیم پانے والوں  
کی درمیانی نسبت تعلیم ہے لہذا عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہے اور عالم علم الغیب انبیاء

۱۔ سورہ یونس آیت ۷۲ پلہ ۷۲۔ ۲۔ سورہ ہود آیت ۱۲ پلہ ۱۲۔

۳۔ سورہ فاطر آیت ۳۵ پلہ ۳۵۔ ۴۔ سورہ العنکبوت آیت ۲۵ پلہ ۲۵۔



علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

اے ایمان والو! خوب یاد رکھو قرآن مجید میں عالم الغیب کی نفی تو تمام مخلوق سے کی گئی ہے لیکن عالم علم الغیب کی نفی سے انبیاء علیہم السلام مستثنیٰ ہیں۔

## نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا بیان

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۖ اللَّهُ يَأْتِيكَ بِكُلِّ خَبْرٍ ۚ اب اس آیت مبارکہ کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

۱۔ تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۳۵۴ طبع جدید لاہور

مِنْ أَعْوَدِ الدِّينِ وَالشَّيْءِ أَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَصَمَائِرِ الْقُلُوبِ  
اللہ نے تعلیم دی تمہیں دینی معاملات کی یا غیبی معاملات اور دلوں کے رازوں کی۔

۲۔ تفسیر المصباح المنیر جلد ۱ صفحہ ۴۴۲

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ غَيْبًا وَشَهَادَةً مِنْ أحوَالِ الدِّينِ وَالْدُنْيَا  
دین اور دنیا کے نہاں اور عیاں کا علم عطا فرمایا۔

۳۔ تفسیر ابن جریر جزء ۵ صفحہ ۲۴۵

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَمَا كَانَ وَمَا  
هُوَ كَائِنٌ۔

تعلیم دی آپ کو پہلوں اور پچھلوں کی خبریں اور جو ہو چکا اور جو ہو گا۔

۴۔ تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۵۶۴

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ وَصَمَائِرِ الْقُلُوبِ  
تعلیم دی آپ کو غیبی معاملات کی اور دلوں کے رازوں کی

۵۔ سورۃ النبا آیت ۱۱۳ پارہ ۵۔

۵۔۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۲۲۰

(عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) عَنْ قَادَةَ قَالَ عَلَّمَهُ اللَّهُ بَيَانَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔  
حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا اور آخرت کا علم عطا کیا۔

۶۔۔ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر تاجرن جلد ۱ صفحہ ۵۹۶

(عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) قِيلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ۔

کہا گیا ہے کہ تعلیم دی آپ کو علم غیب کی۔

۷۔۔ تفسیر جلالین شریف صفحہ ۸۰

تعلیم دی آپ کو احکام اور غیب کی۔

۸۔۔ حاشیہ صاوی علی الجلالین جلد ۱ صفحہ ۲۱۳

(وَالْغَيْبِ) أَيْ عِلْمُ الْغَيْبِ وَهُوَ مَا غَابَ عَنَّا۔

آپ کو علم غیب کی تعلیم دی اور غیب وہ ہے جو ہم سے چھپا ہے۔

نوٹ:- یہاں سے گزرتی دہائی کے اس قول کا بھی رد ہو گیا۔ جو کہتا ہے کہ جو بات نبیادی جائے وہ غیب نہیں کہلاتی۔ علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف فیصلہ کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس مَغِیْبَات پر اطلاع دے دی گئی ہے، اگرچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو غیب نہ رہی لیکن اُمت کے حق میں تو پھر بھی وہ غیب ہی ہے۔

## علم غیب کے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔

(قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا) كَانَ زُجْلًا يَعْلَمُ عِلْمَ الْغَيْبِ قَدْ عَلِمَ ذَلِكَ

حضرت خضر علم غیب جاننے والا انسان تھا، اس لیے اس نے یہ جان لیا کہ موسیٰ علیہ السلام

میرے ساتھ صبر سے نہ رہ سکیں گے۔

قَالَ مُوسَىٰ مَلَىٰ (قَالَ وَكَيْفَ تَمْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا) أَيْ

إِنَّمَا تَصْرِفُ ظَاهِرًا تَرَىٰ مِنَ الْعَدْلِ وَلَمْ تُحِطْ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ بِمَا أَعْلَمُ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ صبر کروں گا، خضر نے کہا ایسی باتوں پر کیسے صبر کر سکو گے جن کا آپ کو علم نہیں یعنی آپ تو ظاہری عدل اور انصاف کے جاننے والے ہیں، لیکن جو علم غیب میں جانتا ہوں، اس کی آپ کو خبر نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو خضر علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ علم غیب جاننے والا انسان تھا، اور وہابیوں کو سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہتے ہوئے موت پڑتی ہے کہ آپ علم غیب جاننے والے ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث اگرچہ حدیث موقوف ہے لیکن یہ حکماً مرفوع ہے کیونکہ زمانہ گذشتہ کی خبر ہے جس میں اپنے اجتہاد اور رائے کو کوئی دخل نہیں۔

## علم غیب عطائی کا انکار قرآن پاک کے خلاف ہے

وہابیوں کا یہ کہنا کہ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں بالکل بیہودہ بات اور قرآن کے خلاف ہے کیونکہ مخلوق خدا میں کوئی صفت ذاتی نہیں، اندھے بھی جاننے ہیں کہ مخلوق کا ہر فضل و کمال عطائے خداوندی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ) اے محبوب ہم نے آپ کو ہر چیز کثرت سے عطا فرمائی ہے۔

## سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں۔

أَوْفَيْتُ مَعَاتِي كُلَّ شَيْءٍ إِذَا خُفِّسَ۔

ترجمہ :- مجھے سوائے پابند چیزوں کے (جوان اللہ عندہ کا علم الساعۃ) (آیتہ) میں مذکور ہیں، باقی تمام اشیاء کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں۔

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان | علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَخْفَى هَذَا الْحَدِيثُ - بیشک اس فرمان کے بعد مذکورہ پانچ چیزوں کا علم بھی دے دیا گیا۔

علامہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان | اسی طرح علامہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

رَقُولَهُ إِذَا الْخَمْسَ ثُمَّ أَعْلَمَكُمْ بِهَا بَعْدَ ذَلِكَ اس کے بعد ان پانچوں کا علم بھی دیا گیا۔

مگر اتی دہائی نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم غیب کی نفی پر مندرجہ ذیل آیات سے استدلال کیا ہے۔

آيَةُ قَدْ لَا يَخْفَىٰ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبِ إِذَا اللَّهُ رَزَقَهُ

## شاہ عبد القادر دہلوی بھی علم غیب عطائی کے قائل ہیں

شاہ عبد القادر محدث دہلوی اس آیت مذکورہ بالا کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔  
کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا جو کوئی کہ ہے آسمانوں اور زمین میں چھپی بات کو جو پچھے میں ہے یعنی فرشتے اور جن اور آدمی ان سب سے کسی کو بے تعلیم الہی غیب کی خبر نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ہی کو پچھے جو وہی خود بخود جانتا ہے غیب کی خبر اور خدا کے سوا کوئی خود بخود نہیں جانتا۔  
معلوم ہوا کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک علم غیب کی دو ہی قسمیں ہیں۔ ذاتی اور عطائی اسی لیے مفسرین نے علم غیب کی نفی والی آیات سے نفی علم غیب ذاتی ہی مراد لی ہے۔  
آيَةُ قَدْ لَا يَخْفَىٰ لِنَفْسِي لِقَعَا وَرَضْنَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكُنْتُ مِنَ الْخَيْرِ  
کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مالک نہیں ہوں میں خود بخود اپنی ذات کے نفع

۱۔ شرح جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۶۹۔ ۲۔ حاشیہ جامع صغیر صفحہ ۶۹۔

۳۔ سورۃ النمل آیت ۶۵ پارہ ۲۔ ۴۔ تفسیر موضح القرآن صفحہ ۴۰۲۔

۵۔ پ۱ الاعراف آیت ۱۸۸۔



یا ضرر نہ ہوگا۔ مگر جو چیز کہ چاہے خدا تعالیٰ کہ تعلیم کرے مجھ کو۔ اور اگر ہوتا میں کہ جانتا میں غیب کو تب تعلیم خدا کے البتہ زیادہ کرتا میں مال اور نفع سے بڑھ

یہی شاہ عبدالقادر صاحب سورۃ لقمان کی آخری آیت ہمیں علوم خمسہ کی مخلوق سے نفی کی گئی ہے اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں۔

تحقیق بذات اللہ ہی کے نزدیک ہے قیامت کے وقت کا جاننا اور بھیجنا ہے مینہ جس وقت اور جس جگہ مقرر اور متعین ہے اور بذات جانتا ہے سچ کچھ ارحام میں ہے۔ بیٹا اور بیٹی۔ اور کوئی نفس بذات نہیں جانتا کہ کس جگہ مرے گا۔ اور کس وقت مرے گا۔ تحقیق اللہ جاننے والا ہے ان باتوں کا۔ خبردار اور واقف ہے غیب کا بڑھ

یہ تفسیر کر علم غیب کی مخلوق سے نفی والی آیات نفی ذاتی کی ہے نہ کہ عطائی کی، صرف شاہ عبدالقادر صاحب نے ہی نہیں کی بلکہ محدث ابن کثیر بھی لکھتے ہیں۔

محدث ابن کثیر بھی علم غیب عطائی کو مانتے ہیں۔

ہَذِهِ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ الَّتِي  
اَسْتَأْثَرَ اللَّهُ بِعِلْمِهَا  
فَلَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ  
إِلَّا بِعَدْوِ عِلْمِهِ تَعَالَى

(علوم خمسہ) علم غیب کی کنجیاں ہیں جو کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطہ خاص کیا ہے پس ان کو خود بخود کوئی نہیں جان سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بتانے کے بعد جان سکتا ہے۔

محدث ابن کثیر نے بھی ثبات کر دیا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عطائی۔ اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علم عطائی کی نفی کر دی جائے تو علم ذاتی خواہ مخواہ ثابت ہوگا۔ کیونکہ انبیاء اللہ عالم تو ضرور ہیں لیکن کسی بھی فرد کو ذاتی علم ثابت کرنا صریح شرک و کفر ہے۔

ایمان والو! یاد رکھو۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دینا اور آخرت کا علم تو ضرور ہے جیسا کہ ہم تفسیر سے ثابت کر لے ہیں۔ اگر یہ علم عطائی نہیں تو ذاتی ثابت ہوگا۔ جو کہ صریح کفر ہے

اگر ذاتی نہیں تو عطائی ثنابت ہوگا۔ جو عین ایمان ہے۔  
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے ذاتی علم ماننا تو باقفاق اُمت کُفر ہے لیکن وہابیہ کے نزدیک  
علم عطائی بھی کُفر ہے۔

## بقول وہابیہ قرآن پاک پر ایمان کُفر ہے

عنایت اللہ گجراتی وہابی کا پیر بھائی ملاں نور محمد ساکن قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ لکھتا  
ہے۔ ”بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب عطائی ماننا بھی کُفر ہے“ ۱  
غلام اللہ نپٹوی مفسرین اہل سنت پر بہتان باز مکتا ہے۔  
”حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب نہ تھے نہ ذاتی طور پر نہ عطائی طور پر“ ۲  
ثنابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک قرآن کریم پر ایمان رکھنا کُفر ہے کیونکہ قرآن کریم انبیاء علیہم  
الصلوٰۃ والسلام کے عطائی علم غیب کا واضح طور پر اعلان فرما رہا ہے۔

www.IslamicAlphabet.com

## علم غیب عطائی کے متعلق آیات قرآنیہ

آیت ۱ اَوَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَ لَكُمْ الْغَيْبَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ  
مَنْ يَّشَاءُ ۚ

اور نہیں ہے خدا ایسا کہ تم کو خبردار کرے غیب کی بات پر لیکن خدا تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے  
پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے۔ (یعنی غیب پر خبردار کرنے کے لیے) ۳

آیت ۲ اَللّٰهُمَّ الْغَيْبِ لَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهِ�ْٓ اَحَدًا اِلَّا مَنۡ اَرَادَ نَقْصًا مِّنۡ رَّسُوْلٍ (الاحزاب)  
خدا تعالیٰ چھپی باتوں کا اور چھپے کاموں کا جاننے والا ہے پھر واقف اور ظاہر

۱۔ صاعقۃ الرحمن صفحہ ۱۳۔ ۲۔ تفسیر جواہر القرآن جلد ۱ صفحہ ۲۲۔

۳۔ سورہ آل عمران آیت ۱۷۱ بارہ ۱۷۲۔ ۴۔ موضع القرآن صفحہ ۲۴۔

۵۔ سورہ جن آیت ۲۶-۲۷ بارہ ۲۹۔

نہیں کرتا، اور اپنے چھپے کاموں کے کسی ایک کو بھی، مگر اسے جسے پسند کرے اور جس سے پیغمبر سے راضی اور خوش ہو، تو اسے خبر دیتا ہے غیب کی بلکہ

آیت ۳۲ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّهُۥ كَذُوۡ عَلِيۡمٍۭ لِّمَا عَلَّمْنٰهُۙ (۱۱۱) بوجہ ہمارے تعلیم دینے کے آپ صاحبِ علم تھے۔

آیت ۳۳ سیدنا یوسف علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَمَّا بَلَغَ اَشَدَّۙ وَ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًاۙ عَلِيۡمًاۙ (۱۱۲) جب آپ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے انہیں حکومت اور علم عطا کیا قیدیوں کو خراب کی تعبیر دینے کے بعد سیدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

آیت ۳۴ اِذَا الْكٰتَمٰتُۙ مِمَّا عَلَّمْنٰیۙ ذٰبَتْۙ (۱۱۳) یہ وہ ہے جو مجھے میرے رب نے تعلیم فرمائی ہے۔

آیت ۳۵ حضرت داؤد علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّهُۥ اِنَّهٗۙ اَلَّذِیۡۙ وَ اَلْحٰکِمَۙ وَ عَلَّمْنٰهُۙ (۱۱۴) ہم نے داؤد کو سلطنت اور حکمت عطا کی  
مَقٰیۙ (۱۱۵) اور علم عطا کیا جو چاہا۔

آیت ۳۶ حضرت خضر علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اِنَّہٗۙ وَ حَمَۃٌۙ مِّنۡ عِنْدِنَاۙ (۱۱۶) وَ عَلَّمْنٰہُۙ مِّنۡ لَّدُنَاۙ عَلِمًاۙ (۱۱۷)

موجہ :- ہم نے اسے اپنی طرف سے رحمت عطا کی اور اپنے غیبی خزانے سے علم عطا فرمایا۔

آیت ۳۷ حضرت لوط علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
وَلُوطًاۙ اَتَيْنٰہُۙ حُكْمًاۙ عَلِيۡمًاۙ (۱۱۸)

موجہ :- لوط کو ہم نے دانائی اور علم عطا فرمایا۔

آیت ۳۸ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علم عطائی کا بیان | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ :- موضع القرآن صفحہ ۶۰۱ ۔ ۲۔ :- سورۃ یوسف آیت ۶۸ پارہ ۱۳۔

۳۔ :- سورۃ یوسف آیت ۲۲ پارہ ۱۲۔ ۴۔ :- سورۃ یوسف آیت ۳۱ پارہ ۱۲۔

۵۔ :- سورۃ البقرہ آیت ۲۵۱۔ پارہ ۲۔ ۶۔ :- کہف آیت ۶۵۔ ۷۔ :-

۸۔ :- سورۃ الانبیاء آیت ۵۷۔ پارہ ۱۴۔

لَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ أَوْتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۖ

ترجمہ :- جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور پورے زور پر آئے ہم نے اسے حکمت اور علم عطا کیا۔

**نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زیادتی علم کی دعا کرنا**

ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زیادتی علم کی دعا کرنے کو کہا گیا۔

ذَبِّ دَرْدَنَ عِلْمًا ۖ

ترجمہ :- میرے پروردگار مجھے مزید علم عطا فرما۔

لہذا وہابیوں کا یہ کہنا کہ علم غیب کی کوئی قسم عطائی نہیں سراسر جہالت ہے۔

**مجراتی وہابی کا دجل و فریب**

اعتراف : مگر اتنی وہابی لکھتا ہے۔

وَدَكَا الْغَيْبِ لَقَدْ يُخَالِفُ الشُّكُوفِ بِإِعْتِقَادِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ بِمَعَادِ صَحَّتِ قَوْلُهُ تَعَالَى قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ

ترجمہ :- حنفی فقہانے صراحت کے ساتھ اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جو یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم غیب رکھتے تھے کیونکہ یہ اعتقاد قرآن پاک سے ٹکرا رہا ہے۔

جواب :- مگر اتنی وہابی نے شرح فقہ اکبر کی عبارت نقل کرنے میں یہودیت کا پورا پورا ثبوت

دیا ہے کہ ناقبل کی عبارت نقل نہیں کی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ علم عطائی ماننا کفر نہیں بلکہ

علم غیب ذاتی ماننا کفر ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔

سامرہ کی اصل عبارت جو وہابی خائن نے نقل نہیں کی۔

۱۵ :- قصص آیت ۷۷ :- سُورَةُ طه آیت ۱۱۴ بارہ :-

۱۶ :- مخرج فقہ اکبر بحوالہ شجرہ نبات ص ۲۸ :- شجرہ نبات ص ۲۸ :-

فَلَا يَعْلَمُ الشَّيْءَ مِنْهَا رَأًى مِنَ الْغُيُوبَاتِ، إِلَّا مَا أَعْلَمَهُ بِهِ أَحْيَانًا يَلَهُ

نبی اللہ کو مغیبات کا علم نہیں ہوتا۔ مگر جو اللہ تعالیٰ اسے بتاتا ہے۔

شرح فقہ اکبر علی قاری کی عبارت جو وہابی کی خیانت کی بھینٹ چڑھ گئی۔

ثُمَّ أَعْلَمَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يَعْلَمُوا الْغُيُوبَاتِ مِنْ  
الْأَشْيَاءِ إِلَّا مَا أَعْلَمَهُمُ اللَّهُ أَحْيَانًا يَلَهُ

ترجمہ :- پھر تو جان لے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب اشیاء کو نہیں جانتے مگر جن کا  
اللہ تعالیٰ انہیں علم عطا فرمائے۔

مسامرہ شریف اور شرح فقہ اکبر شریف کی عبارت سے پتہ چلا کہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا  
الصلوٰۃ والسلام انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطائیؒ علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ قرآن و  
سنت کے مطابق ہے عَالِمٌ مَّا كَانَ وَمَا يَكُونُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خود فرماتے ہیں  
وَاللَّهُ أَفْقَرُ لَا أَعْلَمُ إِلَّا مَا عَلَّمَنِي رَبِّي يَلَهُ

قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا مگر جو اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔

## گجراتی وہابی کا دجل و فریب

اعتراض | گجراتی وہابی نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی نقل کیا ہے کہ  
جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کا علم رکھتے ہیں۔ وہ کافر ہے کیونکہ  
علم غیب کی صفت خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

جواب | میں کہتا ہوں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ حکم اسی شخص  
کا ہے جو علم غیب ذاتی کا اعتقاد رکھتا ہے کیونکہ علم غیب عطائیؒ تو آپ اولیاء کو بھی مانتے ہیں۔

## سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان

۱۵ :- شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۱

۱۶ :- مرآۃ الحقیقۃ بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۵

۱۷ :- مسامرہ صفحہ ۲۳۵

۱۸ :- مواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰



اِذَا حَلَبْتُ اللّٰهَ بِالْحَقِّ اَعْطَاكَ      جب تو صدق کے ساتھ اللہ کا طالب ہوگا  
مِدَا لَا تُبْصِرُ فِيْهَا كُلَّ شَيْءٍ مِنْ      وہ تجھے ایک آنکھ عطا کرے گا جس میں تو دنیا اور  
مَجَابِبِ الدُّنْيَا لَا تَخْجُوْهُ      آخرت کے کل عجائبات کو دیکھے گا۔  
یعنی جناب دہانی صاحب عطا فی علم کلی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دلی صادق  
کے لیے ثابت کر دیا۔

بحر الرائق کی پوری عبارت اور گجراتی دہانی صاحب کی یہودیت یعنی دجل و فریب ۱۵

اعتراف | گجراتی دہانی نے بحر الرائق کی عبارت میں خیانت کر کے نجومیوں اور رمیوں کا حکم انیاء  
علیہم السلام پر جڑ دیا۔ بکھتا ہے۔  
اِنَّ اِدْعَاؤَ ظَنِّ الْغَيْبِ حَذَامٌ وَّ لَيْسَ بِكُفْرٍ بِخِلَافِ اَنْ اِدْعَاءُ عِلْمِ الْغَيْبِ قَاتِلٌ  
كُفْرٌ۔

ترجمہ :- یعنی اگر کوئی شخص ظن الغیب کا دعویٰ کرے تو یہ حرام ہوگا۔ اور کفر نہیں ہوگا۔  
اگر علم الغیب کا دعویٰ کرے تو یہ کفر ہے۔  
جواب | بحر الرائق کی اصل عبارت یہ ہے :-

ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِيْ شَرْحِ الْمُسْلِمِ اَنَّ ظَنَّ الْغَيْبِ جَائِزٌ كَظَنِّ الْمُنْعَمِ  
وَالْتَمَالِ بِوَقْعِ شَيْءٍ فِي الْمُسْتَقْبَلِ بِتَجَرُّبَةٍ اَوْ بِعَادَةٍ فَهُوَ ظَنٌّ  
صَادِقٌ اَلْمُسْتَوْجُ هُوَ اِدْعَاءُ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالظَّاهِرُ اِنْ اِدْعَاءُ ظَنِّ الْغَيْبِ  
حَذَامٌ وَّ لَيْسَ بِكُفْرٍ بِخِلَافِ اِدْعَاءِ عِلْمِ الْغَيْبِ قَاتِلٌ كُفْرٌ۔  
ترجمہ :- شرح مسلم میں علامہ قرطبی نے یہ ذکر کیا ہے کہ غیب کا ظن کر لینا بیشک جائز  
ہے جیسا کہ نجومی اور رمل اپنے تجربہ کی بناء پر آئندہ ہونے والی بات کا گمان کر لیتا ہے۔ پس یہ

۱۵ :- غنیۃ الطالبین عربی آخری سطر مترجم فارسی صفحہ ۱۵ :- بحر الرائق بحوالہ شجرہ بدعات صفحہ ۲۸۔  
۱۶ :- بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۶۔

گمان صادق ہے ممنوع تو علم غیب کا دعویٰ ہے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہو گئی کہ (بخومی وغیرہ کے لیے گمان غیب تو جائز ہے مگر اپنے گمان غیب کا دعویٰ (اس کے لیے) حرام ہے کفر نہیں بخلاف اس کے (کہ کوئی بخومی رمی وغیرہ) علم غیب جاننے کا دعویٰ کرے یہ کفر ہے۔ اے ایمان والو! یہ ہے ان وہابیوں کی بددیانتی کہاں۔ نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق عطائی علم غیب کا عقیدہ رکھنا اور کہاں بخومی وغیرہ کا دعویٰ علم غیب جس کے کفر ہونے میں کسی کو بھی شک نہیں۔

### وہابی کا فتاویٰ قاضی خاں سے استدلال

گجراتی وہابی نے فتویٰ قاضی خاں کی ایک عبارت سے بھی استدلال کیا ہے۔ لکھتا ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے اگر کوئی شخص نکاح کرے اور اللہ و رسول کو گواہ بنا دے تو اس کا نکاح باطل ہے اور وہ کافر ہے آگے فرماتے ہیں کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا اعتقاد رکھا۔ اور وہ جو زندگی میں غیب نہیں جانتے تھے موت کے بعد کس طرح جان سکتے ہیں۔

### فتاویٰ قاضی خاں کی پوری عبارت یہ ہے

رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِغَيْرِ شَهَادَةٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ خَدَايَا بِيغَامِبِ رَاكِعًا كَرِيمٍ قَالُوا يَكُونُ كَقَوْلِهِ إِعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَهُوَ مَا كَانَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ حِينَ كَانَ فِي الْأَحْيَاءِ فَكَيْفَ بَعْدَ الْمَوْتِ؟

ترجمہ :- مرد نے عورت کے ساتھ بغیر گواہوں کے نکاح کیا۔ مرد اور عورت نے کہا خدا اور پیغمبر کو ہم گواہ کرتے ہیں، لوگوں نے کہا کہ یہ کفر ہے کیونکہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غیب جانتے ہیں۔ حالانکہ وہ دنیاوی زندگی میں غیب نہ جانتے تھے۔ بعد وفات کس طرح جان سکتے ہیں۔

## اسکے جواب میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

إِنَّهُ لَا يُكْفَرُ لَوْلَا أَنَّ شَيْئًا تَعَرَّضَ عَلَى رُوحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأَنَّ الرُّسُلَ يَعْرِفُونَ بَعْضَ الْغَيْبِ قَالَ تَعَالَى عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ  
أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ - بَلْ ذَكَرُوا فِي كِتَابِ الْعَقَائِدِ أَنَّ مَرْتَبَ  
حَبْلَةٍ كَرَامَتِ الْأَوْلِيَاءِ الْأَوْطِلَاءِ عَلَى بَعْضِ الْغُيُوبَاتِ ۝

ترجمہ:- بیشک اس مرد کی تکفیر نہ کی جائے کیونکہ اشیاء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ اور بیشک رُسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام  
بعض غیب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ عالم الغیب پس اپنے غیب پر  
رسوؤں کے سوا کسی کو اطلاع نہیں دیتا۔ بلکہ علماء کرام نے عقائد کی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔  
www.IshantulUloom.net

نوٹ:- یہی جواب طحاوی حاشیہ در مختار جلد ۲ صفحہ ۱۱ پر اور فتاویٰ مجمع الانہر  
جلد ۱ صفحہ ۲۲۰ پر بھی ہے۔ اب ہم آخر میں اہل اسلام کا علم غیب کے متعلق عقیدہ تحریر  
کرتے ہیں۔

## عارف باللہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ جلالین شریف میں فرماتے ہیں

الَّذِي يَجِبُ الْإِيمَانُ بِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى  
أَعْلَمَهُ اللَّهُ بِمَجْمُوعِ الْغُيُوبَاتِ الَّتِي تَحْصُلُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۝  
ترجمہ:- جس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے دنیا سے انتقال نہیں فرمایا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے کل مغیبات جو بھی دنیا اور آخرت

میں ظہور پذیر ہونے والے ہیں کا آپ کو علم عطا فرما دیا۔

## شرح فتح المبین کے محشی علامہ حسن مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اربعین لنووی کی شرح فتح المبین حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے محشی علامہ حسن مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

الْحَقُّ كَمَا قَالَهُ جَمْعُ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَمْ يَقْبَعْ نَبِيًّا صَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَطْلَعَهُ عَلَى كُلِّ مَا أَبْهَمَهُ عَنْهُ إِلَّا أَنَّهُ أَمْرٌ بِكُمْ بَعْضٌ وَإِلَّا عِلَامٌ بِبَعْضٍ۔ ۱۔

ترجمہ ۱۔ حق بات یہ ہی ہے جو کہ ہم غفیر علماء نے فرمائی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے ان تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا، جو بھی آپ سے پوشیدہ تھیں، ہاں مگر ان میں سے بعض کو چھپانے کا حکم دیا، اور بعض کے ظاہر فرمانے کا۔

## مسئلہ حاضر و ناظر اور گجراتی و دہابی کا دخل و فریب ۱۶

اعتراف | گجراتی و دہابی صاحب مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاما الحق سے آپ کا قول نقل کرتا ہے کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے۔

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں، خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں ہونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شان ہے۔ (جاء الحق) ۱۔ اس مذکورہ عبارت کو غلط ثابت کرنے کے لیے دینی صاحب نے قرآن مجید سے استدلال کیا ہے، لکھا ہے۔

مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَاسِمُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادُهُمْ وَلَا أَزْلَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرُ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ۔ (مجادلہ)

تین آدمیوں کا مشورہ نہیں ہوتا کہ چوتھا خدا ہوتا ہے اور پانچ کا مشورہ نہیں ہوتا کہ چھٹا خدا ہوتا ہے نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ کا گردہ خدا ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ بجاو علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

**جواب** میں کہتا ہوں کہ اگر وہابی جی کو شعور ہوتا تو یہ صفحہ ۳۰ خواہ غواہ سیاہ نہ کرتے۔ کیونکہ قرآن مجید سے وہابی صاحب نے جو ثابت کیا ہے کہ خدا بجاو علم و قدرت ہر جگہ حاضر و ناظر ہے (اس بات کے جناب مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کب منکر ہیں وہ خود دیکھتے ہیں۔) اللہ کا علم اور اس کی قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔

مفتی صاحب مرحوم نے اگر انکار کیا ہے تو صرف ذات خدا تعالیٰ کا کسی جگہ میں موجود ہونے کا کیا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ زمان و مکان سے بلند و برتر اور پاک ہے۔

مفتی صاحب مرحوم نے جو فرمایا ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں یہ بالکل درست ہے۔

کیونکہ حاضر یعنی موجود ہونے کے لیے عدم موجودگی لازم ہے اور اللہ تعالیٰ واجب الوجود ذات ہے جس کے لیے غیر حاضری یعنی عدم موجودگی ماننا کفر صریح ہے۔

حاضری کا مفہوم سمجھنا کوئی مشکل نہیں۔ ہر پڑھالکھا انسان جانتا ہے کہ جب وہ سکول میں پڑھتا تھا تو سکول لگنے کے بعد جب استاد حاضری پکارتا تھا تو ہر طالب علم یہ ہی جواب دیتا تھا (حاضر جناب) جناب میں جماعت میں آگیا ہوں۔ یہ جواب صاف صاف بتاتا ہے کہ وہ طالب علم پہلے کلاس میں حاضر نہ تھا، بلکہ اب گھر سے آ حاضر ہوا ہے۔

باقی رہا اللہ تعالیٰ سے ناظر کی نفی کرنا تو از روئے لغت یہ بھی بالکل درست ہے۔

کیونکہ ناظر وہ ہوتا ہے جو آنکھ کی کالی پتلی سے دیکھے، اور اللہ تعالیٰ ان پتلیوں سے بھی پاک و مبرا ہے۔ ثابت ہوا کہ حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں بلکہ اس کی صفت تو موجود و بصیر ہے۔



**گجراتی و بابی کا بزعم خویش قرآن سے استدلال کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں**

**اعتراف ۱۔** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر نہ ہونے پر گجراتی و بابی نے مندرجہ ذیل چار آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔

**آیت ۱۔** مَا كُنْتُمْ شَاقِيْنَ اَهْلَ مَدْيَنَ اور تو نہ تھا دین والوں میں۔

**آیت ۲۔** ذَٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذَا جُمِعُوا اَمْرُهُمْ

**ترجمہ :-** یہ غیب کی خبریں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو نہ تھا ان کے پاس جب انہوں نے اپنے ایک کام پر اتفاق کر لیا۔

**آیت ۳۔** وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْعُرْوَةِ اِذْ قَضَيْنَا اِلَى مُوسٰى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ۔

**ترجمہ :-** اور تو نہ تھا طور کے مغربی کنارے پر جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور نہ تھا تو دیکھتا۔

**آیت ۴۔** وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَتْلَافَهُمْ اَيْتُهُمْ يَكْفُلُ مَدْيَنَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ۔

**ترجمہ :-** اور تو نہ تھا ان کے پاس جب ڈالنے لگے اپنے قلم کہ کون پلے مریم کو۔ اور نہ تھا تو ان کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے۔

**جواب :-** یہ چار آیات ہیں جن سے تمام اُمت و بابیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر نہ ہونے کی نفی پر استدلال کرتی ہے۔

**گجراتی و بابی کی قرآن پاک کا ترجمہ کرنے میں خیانت**

اس استدلال کا جواب عرض کرنے سے پہلے ہم گجراتی و بابی صاحب نے ترجمہ میں جو خیانت کی اس کی نشان دہی کرتے ہیں۔

آیت کا آخری جملہ مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ کا ترجمہ اور نہ تو دیکھتا تھا، لفظی نہیں ہے بلکہ لازمی معنی کیا ہے لفظی معنی تو صرف یہ ہے اور نہ تھا تو وہاں حاضر۔ اگر وہابی شاہد کا معنی حاضر کر دیتا تو وہابیت کی ساری عمارت ہی تباہ ہو جاتی۔

## شاہد کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانی

(مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ) مِنَ الْعَاصِيَيْنَ هُنَاكَ) نہ مجھے آپ اس جگہ حاضر

میں نہ

شاہد کا ترجمہ از شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ :-

مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ ترجمہ - نہ بودے تو از حاضران۔

شاہد کا ترجمہ از شاہ ولی اللہ دہلوی :-

مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ ترجمہ نہ بودے تو از حاضران۔

www.Ishaat-ul-Islam.net

مَا كُنْتُ مِنَ الشَّاهِدِينَ ترجمہ :- اور نہ تھا تو حاضرین سے۔

## حاضر و ناظر کی نفیس بحث

معلوم ہوا کہ لفظ شاہد کا معنی لفظی حاضر ہی ہے اور ناظر ہونا حاضر ہونے کو لازم ہے۔ گویا دیکھنا اور حاضر ہونا دونوں لازم و مطروم ہیں، اسی لیے نابینا خواہ موقع پر موجود ہی کیوں نہ ہو اس کی گواہی مردود ہے کیونکہ گواہی کے لیے حاضر اور ناظر ہونا ضروری ہے نابینا حاضر تو ہے لیکن ناظر نہیں لہذا شہادۃ نہیں دے سکتا۔

جو لوگ شاہد کا معنی گواہ کرتے ہیں وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ شہادۃ یعنی گواہی کی حقیقت صرف یہ ہے۔

الشَّمَادَةُ الْحَضُورُ مَعَ الْمُشَاهِدَةِ أَمَّا بِالْبَصَرِ أَوْ بِالْبَصِيرَةِ ۝  
ترجمہ :- گواہی کا معنی ہے حاضر ہونا اور مشاہدہ کرنا یہ مشاہدہ خواہ چشم بصر سے ہو یا چشم بصیرت سے۔

لہٰذا جن آیات سے استدلال کیا گیا ہے ان میں جسمانی طور پر موجودگی اور چشم بصر سے دیکھنے کی نفی ہے روحانی طور پر حاضری اور چشم بصیرت سے دیکھنے کی نفی نہیں۔

اہل سنت و جماعت کی مائتہ ناز تفسیر جلالین کا حاشیہ صاوی شریف میں ہے۔

(مَا كُنْتُ بِجَانِبِ الطُّورِ) هَذَا يَأْتِي لِنَظَرِ الْعَالَمِ الْجَسَمَانِيِّ لِإِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَى الْمُخَصَّمِ وَأَمَّا يَأْتِي لِنَظَرِ الْعَالَمِ الرُّوحَانِيِّ فَهُوَ حَاضِرٌ رِسَالَتَهُ كُلِّ رَسُولٍ وَمَا وَقَعَ لَهُ مِنْ لَدُنْ آدَمَ الْخَلْقِ أَنْ ظَهَرَ بِجُودِهِ الشَّرِيفِ ۝  
ترجمہ :- جانب طور پر ہونے کی نفی عالم جسمانی کے پیش نظر ہے تاکہ مخالف پر حجت قائم ہو سکے۔ وگرنہ تو عالم روحانی کے اعتبار سے آپ ہر رسول کی رسالت اور جو کچھ اس کے ساتھ واقعات ہوئے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے جسمانی ظہور تک سب پر حاضر و ناظر ہیں

عقیدہ حاضر و ناظر اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقیدہ حاضر و ناظر پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادۃ۔ آپ فرماتے ہیں۔

باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در عمار امت ست یک کس را دور این مسئلہ  
خلافی نیست کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ نماز و توہم تاویل دائم و  
باقی است در اعمال امت حاضر و ناظر ۛ

ۛ :- مفہومات امام راغب صفحہ ۲۴۹۔ ۛ :- صاوی شریف جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔

ۛ :- مکتوبات شاہ عبدالحق محدث دہلوی بر حاشیہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۶۱۔

توجہ :- باوجود علماء اُمت میں اختلافات اور مذاہب کی کثرت کے کسی ایک کو بھی اس بات میں اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً زندہ دائم و باقی ہیں اور اپنی اُمت کے اہمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ اس بات میں مجاز کا شائبہ ہے نہ تاویل کا وہم۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ اُمت میں اتفایہ ہے۔

### عقیدہ حاضر و ناظر کی مخالفت کا تاریخی پس منظر

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۰۵۲ھ میں ہوا ہے اور آپ کے فرماؤں سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ ساڑھے دس سو سال تک حاضر و ناظر کا عقیدہ مخالفت چلا آیا ہے ۱۱۱۵ھ میں دنا بیت نے جنم لیا ہے یعنی ابن عبد الوہاب پیدا ہوا۔ اور ۱۲۸۳ھ میں دیوبند میں دنا بیوں کی درس گاہ کی بنیاد رکھی گئی۔ پھر یہ دنا بی مسئلہ حاضر و ناظر کے شکر ہوئے۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے سے انکار تقریباً ۱۲۰ سال سے شروع ہوا ہے۔ پہلے کے تمام اہل ایمان اسی عقیدہ پر تھے۔

**نوٹ** مسئلہ حاضر و ناظر پر سیر حاصل بحث اور معرین کے اعتراضات کا مسکت جواب تیسری کتاب "تنویر الخواطر فی تحقیق الحاضر و الناظر" میں ملاحظہ فرمائیے۔

### مجراتی و دنا بی کی حماقت

فرقہ بریلویہ کے اعلیٰ حضرت کے ملفوظات حصہ دوم میں ہے سیدی احمد لہجاسی کی دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبد العزیز دنا بی نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری بیوی سے ہم بستری کی۔ یہ نہیں چاہیے عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی۔ فرمایا: جی نہ تھی۔ سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا۔ فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پٹنگ بھی تھا۔ عرض کیا ناں ایک پٹنگ خالی تھا۔ فرمایا اس پر میں تھا۔ ملے

اس کے بعد وہابی صاحب لکھتے ہیں،  
**اعتراض** | آخر میں اعلیٰ حضرت اجتہاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں معلوم ہوا شیخ کسی وقت بھی  
 اپنے مرید سے جدا نہیں ہوتا، ہر آن ساتھ ہوتا ہے۔  
 اس کے بعد وہابی صاحب علیہ ما علیہ فرماتے ہیں،  
 بعض جاہل مولوی اور پیر مریدوں اور غلام سے پیسے بٹورنے کے لیے یہ کہتے ہیں،  
 جنوعات کرو میں آتی ہیں، اس روز حلوا پکانا چاہیے، وہ اس سے خوش ہوتی ہیں۔  
 اور اسی طرح دیگر خرافات ان کو سنا کر جمعراتیں، دسویں، چالیسویں وغیرہ کھاتے ہیں حالانکہ  
 فقہ حنفی کا مستند فیصلہ ہے۔

قَالَ عَلَمَاءُ نَامَنُ قَالَ إِنَّ أَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَةٌ تَعَلَّمُ بِكُمُورٍ - (فتاویٰ ہزاریم)  
 یعنی ہمارے علماء نے فرمایا جو شخص کہے بزرگوں کی رو میں حاضر و ناظر ہوتی ہیں، تو وہ  
 کافر ہے۔

جواب ۱۔ احمد سہاسی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ایک عظیم الشان کتاب الابریزہ عزلی ص ۲۱  
 پر موجود ہے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ شیخ کسی وقت بھی مرید سے جدا نہیں ہوتا، یہ  
 کوئی اُن ہونی بات نہیں بلکہ اس گجراتی وہابی کے دادا مرشد رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کا  
 اقرار کیا ہے۔

## اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تائید گنگوہی کے قلم سے

وہم مرید یقین دانہ کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست۔  
 پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور  
 است اما روحانیت او دور نیست۔

۱۔ شجرہ بدعات ص ۳۲۔

۲۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۱، ۳۲۔

۳۔ امداد السلوک صفحہ ۹۔



**توجہ :-** مرید یہ بات بھی یقین کے ساتھ جان لے کہ روح شیخ ایک مکان میں پابند نہیں پس جہاں کہیں بھی مرید ہو دور یا نزدیک اگرچہ ذات شیخ سے وہ دور ہے۔ لیکن شیخ کی روحانیت سے دور نہیں۔

دعاویوں کے گرو کی عبارت سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ مشائخ کا ملین کی ارواح اپنے مریدوں کے پاس ہر وقت حاضر و ناظر ہوتی ہیں۔  
باقی رہا مشائخ کی ارواح کے متعلق عقیدہ کہ وہ حاضر اور سب کچھ جانتی ہیں۔ سو یہ اسی وقت ہی کفر ہو گا۔ جب حضور اور علم دونوں کو ذاتی مانا جائے۔ ورنہ کفر نہیں۔

### مسئلہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سواذ اعظم اہل سنت کثرہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسان ہیں لیکن بے مثل۔ ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان سمجھے وہ کافر ہے البتہ آپ کو اپنے جیسا انسان سمجھنا یقیناً بے ادبی اور گستاخی ہے۔  
امت وہابیہ کا یہ ہی عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے جیسے ہی ایک انسان ہیں۔ ان کے والدین تھے۔ انہوں نے نکاح کیے۔ اُن کے اولاد ہوئی۔ وہ کھاتے تھے۔ پیتے تھے۔ سوتے تھے۔ جاگتے تھے۔ لہذا ہمارے اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں۔  
امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل نوری انسان تھے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا وہ امت کی تعلیم کے لیے کیا۔ ہماری انسانیت کو آپ کی انسانیت سے کوئی بھی نسبت نہیں۔

### دلائل بے مثلیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اقول :- اہو اسحاق کہتے ہیں۔ بہدان قبیلہ کی عورت نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ تعریف تو بیان کر عورت نے کہا۔ گویا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند میں ہیں میں نے آپ سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی

ہیں دیکھا۔

دوم :- علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔

سوم :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی آپ کی مثل نہ دیکھا۔

چہارم :- حضرت حابر بن عبد اللہ کہتے ہیں لایسے ہی مشلہ ابداً کبھی بھی آپ کی مثل نہ دیکھا گی۔  
پنجم :- ابوبکر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فماتت قبلہ ولا بعدہ مشلہ میں نے آپ کے مثل کبھی کوئی دیکھا ہی نہیں۔

**حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما**

ششم :- محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَقِيَ كُنُوزَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى دُكْمٍ يَقُمُ مَعَ شَمْسٍ قَطْرٌ إِذْ غَلَبَ ضَوْؤُهَا ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِجَاحٍ قَطْرٌ إِذْ غَلَبَ ضَوْؤُهَا عَلَى ضَوْءِ السِّجَاحِ

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور جب کبھی آپ سورج کے سامنے کھڑے ہوتے آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی اور جب بھی آپ کسی چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔

ہفتم :- علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ شرح الجامع الصغیر میں فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ كَانَ يَبْصُرُ مِنْ خَلْقِهِ نَوَاحِيَهُ كَانَ يَدْعُو مِنْ كُلِّ جَمْعٍ مِنْ حَيْثُ

۱۔۔ خصائص کبریٰ عزنی مطبوعہ حیدرآباد علیہ ص ۲۰۱۔۔ خصائص کبریٰ عزنی جلد ۱ ص ۲۰۱

۲۔۔ خصائص کبریٰ عزنی ص ۲۰۱۔۔ ۳۔۔ کتاب الوفا جز ۱ ص ۲۰۱۔۔

كَانَ كَوْنًا كَلَّمَكَ وَ لِيَهَذَا كَانَ لَا يَخْلُكَ لَكَ - ۱۵

ترجمہ :- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے، اس لیے کہ آپ ہر طرف یکساں دیکھتے تھے، کیونکہ آپ سر پادور ہیں، اسی لیے آپ کا سایہ نہ تھا۔

ہمارا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے مثل بے سایہ نوری انسان ہونے کا عقیدہ مندرجہ ذیل کتابوں میں موجود ہے۔

- (۱) کتاب الشفاء جلد ۱ صفحہ ۳۶۸ (۲) نسیم الریاض شرح شفاء جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ -
  - (۳) شرح شفاء للقاری مکی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱ صفحہ ۵۳ (۴) نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۸۱ -
  - (۵) خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸ (۶) المواہب اللدنیہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۰ -
  - (۷) زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲ (۸) سیرۃ جلیلیہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ -
  - (۹) سیرۃ محمدیہ زینبی دحلان مفتی مکرم بر حاشیہ سیرۃ جلیلیہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ -
  - (۱۰) اسعاف الراغبین بر حاشیہ مشارق الانوار صفحہ ۵۵ -
  - (۱۱) نور الابصار صفحہ ۳۲ (۱۲) تفسیر مدارک مطبوعہ لاہور جلد ۳ صفحہ ۳۲۹ -
  - (۱۳) مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ (۱۴) کشف الغمہ للشعرانی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۲ صفحہ ۵۱ -
  - (۱۵) نعتہ کبریٰ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۶ (۱۶) لغات الحدیث کتاب "نون" جلد ۶ صفحہ ۱۵۶
- کالم اسطر ۴، مؤلفہ وحید الزمان غیر مقلد۔

# پیلیج

اگر کوئی وہابی یہ ثابت کر دے کہ مع صحابہ اکابرین امت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہا ہو۔ ایک حوالہ پر ایک صد روپیہ انعام دیا جائے گا۔

باقی جو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خود کو مثل لوگوں کے بشر کہتے رہے ہیں سو یہ از روئے تواضع تھا نہ کہ از روئے حقیقت۔

## بشریت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

مذکورہ بالا مسئلہ بشریت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔  
 حضور جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔  
 باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سایر افراد انسانی نیست بلکه بخلف پیچ  
 و در افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم با وجود نشاء عنصری از نور حق جل و علی مخلوق  
 گشته است ما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللّٰهِ  
 ترجمہ :- جانتا چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش دیگر تمام انسانوں کی پیدائش کی طرح  
 نہیں بلکہ جہان کے کسی فرد کو آپ سے کوئی مناسبت نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 باوجود عنصری پیدائش کے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا۔  
 میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔  
 یہ وہاں بھجرومی ٹولہ باوجود نقش بندی مجددی کہلانے کے مجدد پاک رضی اللہ عنہ کے  
 عقائد کی مخالفت کرتا ہے۔

## مسئلہ میلاد مبارک اور وہابی کی خیانت یعنی جل و فریب کا

گجراتی وہابی نے میلاد شریف کی مناسبت اور عدم جواز پر سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کی عبارت نقل کرنے میں پوری پوری یہودیت دکھائی ہے لکھتا ہے۔  
 عند وہابی طرفیہ رسد کہ تا سد این باب مطلق نہ کنند بوالہوس ممنوع نے گردند۔ یعنی  
 یہ سلسلہ بالکل ہی ختم ہونا چاہیے۔  
 گجراتی وہابی نے اول تو مجدد پاک کا فرمان پورا نقل ہی نہیں کیا اور جتنا نقل کیا ہے  
 اسکا ترجمہ بھی پورا نہیں کیا۔ مذکورہ عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

میرے مخدوم فقیر کے دل میں یہ خیال آتا ہے جب تک اس دروازے کو پوری طرح بند نہ کریں گے۔ براہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔  
 میلاد شریف کے متعلق مجدد پاک رضی اللہ عنہ کا پورا مکتوب پڑھنے کے بعد مسئلہ کی حقیقت کھلتی ہے اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ براہوس لوگ کون ہیں۔

## حضرت جناب مجدد پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل مکتوب

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مکتوب یہ ہے فرماتے ہیں۔  
 اچھی آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت و منقبت کے قصیدے پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حرفوں کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور منغانات نغمہ کا التزام کرنا اور الحان کے طریقے کے مطابق آواز بنانا۔ اور اس کے مطابق تالیاں بجانا جو شعر میں بھی جائز نہیں۔ اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہو، اور قصیدے پڑھنے میں شرائط مذکورہ نہ پائی جائیں اور اس کو بھی صریح غرض سے تجویز کریں تو پھر میلاد خوانی میں کونسی رکاوٹ ہے بلکہ

ثابت ہوا کہ براہوس یعنی نعت خوانی میں موسیقی کے ضابطوں کی پابندی حروف قرآنی کی تحریف اور ساتھ ساتھ تالیاں بجانا ختم کرنا۔ مجدد رضی اللہ عنہ کا مقصود ہے نہ کہ محفل میلاد شریف آپ کے نزدیک ناجائز و حرام ہے جیسا کہ امت و ایہ کا گمان باطل ہے۔

ایمان والو۔ مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوب کو بار بار پڑھو اور گجراتی خائن کی داد دو۔  
 فقیر کو خبر سے ثابت ہوا ہے کہ غلام اللہ پنڈی، میرزا گلشادی، عنایت اللہ گجراتی یہ تینوں خائنین کے گرو ہیں۔

مسئلہ ذکر بالہر اور فتاویٰ خیرہ کی عبارت میں خیانت  
 یعنی دجل و فریب ۱۸



**اعتراض** وہابی لکھتا ہے۔

إِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالدِّكْرِ حَرَامٌ يَقُولُهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا رَفَعَ صَوْتَهُ  
إِنْكُمْ لَيْسَ تَذْعُونُ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا.

**ترجمہ**۔ اپنی آواز سے ذکر کرنا فرمانِ نبوی کے مطابق حرام ہے بلکہ  
جواب ۱۔ یہاں پر وہابی نے جو عبارت فتاویٰ خیر یہ سے نقل کی ہے یہ قول صاحب فتاویٰ  
کا نہیں بلکہ بطور اعتراض اس کو ذکر کر کے اس کا جواب دیتے ہیں ملاحظہ ہواصل عبارت۔  
علامہ خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فَإِنْ قُلْتَ صَوِّحْ فِي الْغَائِبَةِ بِأَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالدِّكْرِ حَرَامٌ يَقُولُهَا صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَفَعَ صَوْتَهُ بِالدِّكْرِ إِنَّكَ لَا تَذْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَقَوْلُهُ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ الدِّكْرِ الْخَفِيُّ رَدُّهُ أَبَعْدَ مِنَ الدِّكْرِ وَأَخْرَبَ الْمُخْتَلِعُ  
تَحْمُولَ عَلَى الْجَهْلِ الْفَاحِشِ الْمُضْتَرِّ بَلَّ

**ترجمہ**۔ پس اگر تو کہے کہ فتاویٰ خانیہ میں تصریح ہے کہ بلند آواز سے ذکر حرام ہے بوجہ نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے جو آپ نے بلند آواز سے ذکر کرنے والے کو کہا کہ تو کوئی بہرے یا غائب  
کو نہیں پکارتا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا ذکر خفی بہتر ہے کیونکہ وہ ریاء سے دور اور حضور  
کے قریب تر ہے۔ اس سے وہ ذکر جہر مراد ہے جو از حد بلند آواز سے اور تکلیف دینے والا ہو۔  
علامہ خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہی کر دیا کہ فقہان کی عبارتوں میں جس ذکر بالجہر کو  
حرام یا منوع کیا گیا ہے وہ ایسا ذکر ہے جو گنگہ پھاڑ پھاڑ کر کیا جائے۔ ایسا ذکر بیشک تکلیف دہ  
بھی ہے۔

**از روئے فتاویٰ خیر یہ ذکر بالجہر جائز ہے**

فتاویٰ خیر یہ میں اسی مقام پر ہے۔

أَمَّا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ فَحَائِذٌ - بلند آواز سے ذکر بالکل جائز ہے۔

یہ ہی صاحب فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لِرَافِعِي أَمْوَاتِهِمْ بِالتَّكْبِيرِ إِرْفَعُوا أَعْلَى  
الْفُئُكُمُ أَنْكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا يَحْتَمِلُ أَنَّكُمْ يَكُونُ فِي الرَّفْعِ  
مَصْلِحَةٌ -

ترجمہ :- اور یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آوازوں سے تکبیر کہنے والوں کو فرمایا اپنے نفسوں پر نرمی کرو۔ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔ اس فرمان میں یہ احتمال ہے کہ اس وقت آوازیں بلند کرنے میں کوئی مصلحت نہ تھی۔

## ذکر بالجہر اور علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ

دہائی لکھتا ہے کہ علی قاری لکھتے ہیں۔

قَدْ نَعَلَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِأَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ فِي السُّجُودِ وَكَوْنَهُ بِالذِّكْرِ حَائِزًا -  
ترجمہ :- یعنی ہمارے بعض علماء نے تصریح کے ساتھ یہ حکم بیان کیا ہے کہ مسجد میں آواز بلند کرنا اگرچہ ذکر کے ساتھ ہر حرام ہے۔

میں کہتا ہوں علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ ہمارے بعض علماء نے کہا ہے "سو یہ ذکر بالجہر کی ممانعت کے لیے کافی نہیں۔ کیونکہ جہر علماء اس بعض کے خلاف ہیں بعض کا قول وہاں محترم ہوتا ہے۔ جہاں جہر کے خلاف نہ ہو۔

۲۔ علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ذکر بالجہر کی حرمت کے خلاف ہیں۔

مشکوٰۃ شریف باب الوتر ۱۱۲ پر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر دوں کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ بُحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کہتے۔ دو مرتبہ آہستہ اور تیسری مرتبہ بیدفع صوتہ

۱۔ فتاویٰ خیر بہ بر حاشیہ حامد جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ - ۱۱۔ ۲۔ خیر بہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ -

۳۔ ۱۔ شجرہ بدعات صفحہ ۳۵ -

اپنی آواز بلند فرماتے۔ اس حدیث شریف کی شرح میں علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔  
 هَذَا يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ الذِّكْرِ بِدَفْعِ الصَّوْتِ بِلُغَةِ الْوُسْطَى... وَبِنَفْسِ  
 الْمَشَافِعِ يَحْتَمِلُ اخْتِلَافَ الذِّكْرِ لِأَنَّهُ أَبْعَدُ مِنَ التَّوَكُّلِ وَهَذَا مُتَعَلِّقٌ بِالتَّيَسُّرِ بَلْ  
 تَرَجَّحَ: دینی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسری مرتبہ آواز کو بلند فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ بلند  
 آواز سے ذکر جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ بعض مشائخ نے اختصار ذکر کو پسند کیا ہے کیونکہ یہ ریاض  
 دور ہے۔ لیکن اس کا تعلق نیت سے ہے۔

## گجراتی دہابی: کبیری شرح منیۃ المصلیٰ کے حوالے سے لکھتا ہے

وَلَا بِي حَنِيفَةٍ أَنْ دَفَعَ الصَّوْتِ بِذِكْرِ يَدْعُوهُ مُخَالَفُ الْأَمْرِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى  
 اذْعُوا ذِكْرَكُمْ تَضَرُّعًا وَخَفِيَّةً ۝ ۳۵

ترجمہ: حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے  
 خدا تعالیٰ کے ارشاد کے خلاف ہے۔

## کبیری شرح منیۃ کی عبارت میں خیانت یعنی دلیل فریب ۱۹

کبیری کی عبارت نقل کرنے میں گجراتی دہابی نے پوری پوری یہودیت دکھائی ہے۔  
 کبیری میں حضرت علامہ ابراہیم جلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور  
 صاحبین میں اس بات میں اختلاف ہے کہ عید الغطر کے روز نمازی تکبیرات بلند آواز سے کہیں  
 یا آہستہ۔ صاحبین بلند آواز سے کہنے کے قائل ہیں اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اختصار  
 کے قائل ہیں۔ علامہ جلی مرحوم نے فریقین کے دلائل نقل کرتے ہوئے لکھا ہے ولا بی حنیفۃ ان  
 دفع الصوت بالذکر بدعت مخالف الامر فی قوله تعالیٰ واذکر دہک فی فہسک  
 تضرعاً و خفیۃ۔ ۱۹ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دفع الصوت بالذکر کو مذکورہ آیت

کے خلاف سمجھتے ہوئے طریقہ جدیدہ قرار دیتے ہیں۔ آخر میں علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود فیصلہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

وَالَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْخِلَافُ فِيهِ اسْتِغْيَابُ الْجَهْلِ وَعَدَمُهُ لَا فِي كَذَاهَتِهِ وَعَدَمُهُمَا فَعِنْدَهُمَا يُسْتَحَبُّ الْجَهْلُ وَعِنْدَكَ الْإِحْقَاقُ فَفَضْلُ ۱۔ جو بات مناسب ہے وہ یہ ہے کہ فریقین میں اختلاف ذکر بالجہر کے مستحب اور غیر مستحب ہونے میں ہے نہ کہ مکروہ یا عدم مکروہ میں۔ پس صاحبین کے نزدیک ذکر بالجہر مستحب ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اختفاء بہتر ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیصلہ | علامہ شامی نے بھی یہ فیصلہ دیا ہے فرماتے ہیں۔  
وَالْخِلَافُ فِيهِ الْأَفْضَلُ لِتَبَيُّنِ أَمَانَتِكَ ۱۔

فَمُنْتَفِيَةٌ عَنِ الطُّقُفَيْنِ ۱۔

ترجمہ ۱۔ صاحبین اور امام اعظم ذکر بالجہر اور اختفاء کی افضلیت میں مختلف ہیں اور کلامہ کا طریق سے کوئی بھی قائل نہیں۔

www.Ishaat-ul-Uloom.com  
ذکر بالجہر کے متعلق سیدنا مجدد دہلیؒ کی عبارت میں جو یہاں نقل کی گئی ہے

گجراتی و بانی لکھتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آن فرمودہ اند

ذکر بالجہر کو بدعت جانتے ہوئے اس سے منع فرمایا۔ ۱۔

مکتوبات کی عبارت نقل کرنے میں خوب دجل سے کام لیا ہے پوری عبارت ملاحظہ ہو

ذکر جہر را بدعت دانستہ منع آن فرمودہ اند و ثمرات کہ برآں مرتب شود التفات بآن نموده ۱۔

ترجمہ ۱۔ ذکر جہر کو طریقہ جدیدہ سمجھتے ہوئے اس سے منع فرمایا اور ذکر جہر کے تمام فائدوں کو

۱۔ - کیر کی صفحہ ۶۱ مطبوعہ لاہور ۱۲۸۳ھ - ۱۔ - فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۵۸۲۔

۲۔ - - شجرہ بدعات صفحہ ۳۶۔ ۳۔ - بکثرات تقیید کلام جلد اول مکتوب ۲۶۶ صفحہ ۱۶۸

نظر انداز کر دیا۔

معلوم ہوا کہ مشائخ نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک ذکر جہر اگرچہ بدعت ہے مگر حسنہ ہے کیونکہ بدعت ضار سے کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے علاوہ دیگر سلاسل جو ذکر جہر کرتے ہیں وہ ذکر جہر پر مرتب ہونے والے تمام مشرات سے محفوظ ہوتے ہیں۔

## مسئلہ صلاۃ وسلام بخیر الانام صلی علیہ وسلم اور دجل و فریب

گہرائی دہانی لکھتا ہے۔

**اعتراض** حضرت بلال اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مؤذن تھے۔ کہیں ثابت نہیں کہ انہوں نے یہ پڑھا ہو۔ نہ ہی خلقائے راشدین کے زمانہ میں یہ رسم تھی۔ بلکہ بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ درود تو حال ہی میں ایجاد ہوا ہے بعض پرانے لوگ تو کہتے ہیں کہ ہمارے بچپن کے زمانے میں درود ہرگز موجود نہ تھا۔  
جواب: صلاۃ وسلام کے متعلق تمام ائمہ و تابعیہ کی زبان پر یہ ہی باتیں ہیں۔

اس گہرائی دہانی سے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ

۱۔ کیا عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم ہے؟

۲۔ کیا کسی کام کا کارخیر ہونے کے لیے اس کا معمول ہونا شرط ہے؟

۳۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنے کے لیے کسی زمان و مکان یا ہیئت کی

○ پابندی ہے؟

○ عدم ثبوت عدم وقوع کو مستلزم بھی نہیں۔

○ کسی کام کا کارخیر ہونے کے لیے معمول ہونا شرط بھی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھنے کے لیے زمان و مکان کی پابندی بھی نہیں۔

جب یہ سب کچھ نہیں تو تابعیوں کی ٹیٹیں چہ معنی دارو۔



باقی رہا وہابیوں کے بزرگوں کا یہ کہنا کہ یہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ حال ہی میں ایجاد ہوا ہے سو یہ وہابیوں کے ڈھیروں کی جہالت ہے۔

**الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی تصدیق شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ**

**کے قلم سے**

صاحب تفسیر روح البیان شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۳۷ھ نے تفسیر روح میں تحریر کیا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اسماء صفاتیہ کا ذکر کیا ہے۔

وہابی صاحب مہار سے بزرگوں کا تو ابھی تم بھی نہ تھا جب اسی مرد کامل رضی اللہ عنہ نے یہ درود شریف لکھا تھا۔ دیوبندی وہابیوں کا مدرسہ قائم ہونے سے تقریباً ۱۵۰ سال قبل یہ درود شریف پڑھا گیا۔

لو وہابیو! تمہارے ہی گھر سے یہ درود شریف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ نکال کر دکھا دیتے ہیں تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ لکھتے ہیں۔

**الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا ثبوت تمام دیوبندیوں کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کے قلم سے**

عشاء کی نماز کے بعد کامل طہارت کے ساتھ نیا کپڑا پہن کر خوشبو لگا کر نہایت ادب سے

مدینہ منورہ کی طرف مُرنے کر کے بیٹھے۔ اور جناب الہی میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی التجا کرے اور دل کو تمام خطروں سے خالی کر کے آنحضرت کی صورت کا اس طرح خیال کرے۔ گویا آپ بہت سفید کپڑے پہنے بزرگامہ باندھے ہوئے گرمی پر بیٹھے ہیں اور چہرہ مبارک آپ کا چاند کی طرح چمک رہا ہے۔ اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور بائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ اور دل میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی خوب عزتیں لگائے۔ الی آخر۔  
تفہ ہے اُن دُعاؤں پر جو صلوٰۃ و سلام کو آج کل کی ایجاد کہتے ہیں۔

## اذان میں انگوٹھے چومنا اور دجل و فریب

گجراتی دہابی کی خباثت ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں۔

**اعتراض** | بدعتی لوگ اذان میں حضور علیہ السلام کا نام سن کر انگوٹھے چومتے ہیں۔ حالانکہ اس کی بھی شریعت مطہرہ میں کوئی اصل نہیں اور جو احادیث اس کے اثبات میں بیان کرتے ہیں سب موضوع اور جعلی اور من گھڑت ہیں چنانچہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔  
أَوَحَادِيثُ السَّيِّئِ زَوَيْتُ فِيْ تَقْبِيْلِ الْأَوَامِلِ وَجَعَلَهَا عَلَى الْعَيْنَيْنِ  
عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْمُؤَذِّنِ فِي كَلِمَةِ شَهَادَةِ  
كُلَّمَا مَوْضُوعَاتٍ۔ ۱۰

ترجمہ :- وہ حدیثیں جن میں مؤذن سے کلمہ شہادہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سننے کے وقت انگلیاں چومنے اور آنکھوں پر رکھنے کا ذکر آیا ہے۔ وہ سب موضوع اور جعلی ہیں۔  
اور ایک روایت حضرت خضر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔ امام بیہقی ایک مقام پر اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

فِي هَذَا الْإِسْنَادِ قَوْمٌ يَجْمَعُونَ وَلَمْ يَكْلَفْنَا اللَّهُ تَعَالَى أَنْ نَأْخُذَ دِينَنَا  
عَمَّنْ نَدَعْرِفُهُ۔ ۱۱

۱۰۔ منیۃ القلوب مترجم معنفاہی عبارت مطبوعہ دہلی ۱۹۲۶ء صفحہ ۸۳۔

۱۱۔ تیسرے مقال للسیوطی بحوالہ شجرہ بیعات صفحہ ۳۵ :- کتاب القراءۃ صفحہ ۱۲۷۔

ترجمہ :- کہ اس سند میں کئی راوی مجہول ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس کا مکلف نہیں ٹھہرایا کہ اپنا دین مجہول راویوں سے اخذ کریں بلکہ تمام ہوئی اس مسئلے میں گجراتی و دہلوی کی عبارت ۔

جواب :- پوری دنیا نے اسلام میں سے کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان نے انگوٹھے چومنے والی حدیث کو موضوع نہیں کہا۔ گجراتی و دہلوی نے جلال الملک و الدین سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ سیدی سیوطی رضی اللہ عنہ کی تالیفات اور تصنیفات کی فہرست بارہ صفحات پر مشتمل عربی میں چھپی ہوئی فقیر راقم الحروف کے کتب خانہ میں موجود ہے اس میں تسیر المقال نام کی کوئی کتاب نہیں ہے اسی لیے دہلوی پورا حوالہ نہیں دے سکا۔

### اب انگوٹھا چومنے والی حدیث کے متعلق حفاظ حدیث کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں

ع ۱۰ امام سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں | ذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفُرْدُوسِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ هَذَا أَوْ قَبْلَ بَاطِلَ الْأَوَّلَيْنِ وَمَسَّحَ عَيْنَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيلِي فَقَدْ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي وَلَا يُعْجَبُ بِهِ

ترجمہ :- محدث دہلی نے اپنی کتاب میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ جب ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اذان میں مؤذن کی زبان سے اشہدان محمد رسول اللہ سنا تو آپ نے اپنی انگلیوں کو اندرونی طرف سے چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو ایسا کریگا جیسا میرے محبوب ابو بکر نے کیا ہے، اس کے لیے میری شفاعت ثابت ہوئی۔ یعنی وہ میری شفاعت سے ہرگز محروم نہ ہوگا۔ اس کے بعد محدث دہلی نے فرمایا۔ یہ حدیث صحیح نہیں۔ لہذا صحیح کی حقیقت کو امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح فرمادیا دیکھتے ہیں۔

وَلَا يَصَحُّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هَذَا شَيْءٌ۔

یعنی یہ حدیث یا اسی باب میں جو حدیث بیان ہوتی ہے وہ صحیح مرفوع نہیں یعنی حدیث مرفوع ہے۔

۲۔ علامہ محمد طاہر بیٹنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۹۸۶ء فرماتے ہیں۔

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث لفظ بہ لفظ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ وَلَا يَصَحُّ لِي۔

۳۔ اہلسنت احناف کے مسلم امام سیدی علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی مذکورہ بالا حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ قَالَ  
الْبُخَارِيُّ لَا يَصَحُّ لِي أَيْ إِمَامُ سُخَّارِي نَعْنِي فَرَمَا يَهْ كَرِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ نَحْنُ اس کے بعد علی قاری  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُلُّ مَا يُرْوَى فِي هَذَا فَلَا يَصَحُّ دَفْعُهُ الْبُتَّةُ كُنْتُ وَإِذَا ثَبَتَ دَفْعُهُ إِلَى  
الْبَصْدِ نَقِي فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهِ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ  
الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ۔

ترجمہ :- انگوٹھے چومنے کے متعلق جو کچھ روایت کیا گیا ہے وہ یقیناً صحیح مرفوع نہیں۔  
میں کہتا ہوں کہ جب یہ فعل ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک مرفوع ثابت ہے تو عمل کے لیے اتنا  
ہی کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لازم پکڑ میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو۔

۴۔ غیر مقلدوں کا امام علامہ شوکانی المتوفی ۱۲۵۵ھ لکھتا ہے | رَوَاكَ الدَّيْلَمِيُّ فِي

مُسْنَدِ ابْنِ دُؤَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا قَالَ ابْنُ طَاهِرٍ

فِي التَّذْكَرَةِ لَا يَصِحُّ -

ترجمہ :- انگریزی پڑھنے کے متعلق محدث دہلوی نے مسند الفردوس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے، مگر ابن طاہر ہاشمی نے تذکرہ میں کہا ہے کہ لا یصح یہ رفع صحیح نہیں بلکہ

۵۔ شیخ عبد الرحمن بن محمد مفتی بیروت المتوفی ۱۲۵۶ھ کی شہادت

سیدنا ابو بکر الصديق رضی اللہ عنہ اور سیدنا خضر علیہم السلام کی روایت نقل کر کے کہتے ہیں -  
كَلَّ ذَالِكَ لَمْ يَصِحَّ يَعْنِي أَنَّ احَادِيثَ كَامَرْفُوعٍ هُوَ نَالِي صَحِّحٍ هُنَّ بَلَّةٌ

فقہاء کرام احناف رضی اللہ عنہم کی شہادتیں

۱۔ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو مستحب لکھا ہے بلکہ

۲۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مستحب فرمایا ہے بلکہ

۳۔ فقہ شمس الدین محمد خاسانی رحمۃ اللہ علیہ اس فعل کے استحباب کے قائل ہیں بلکہ

۴۔ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں -

فَقَدْ دَلَّكَ ذَلِكَ فِي أَحَادِيثِ سُرُكُوعِهِ وَمَوْكُوعِهِ كُلِّهَا مَضْعُفَةٌ وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ مَرْفُوعٌ فَمَنْ قَرَّحَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ بِاسْتِحْبَابِهِ فِي إِذْنِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ سَيِّئٌ لَدُنَّ الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ يَكْفِي فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ -  
ترجمہ :- انگریزی پڑھنے کے متعلق مرفوع اور موقوف احادیث آئی ہیں لیکن وہ سب ضعیف ہیں اس کے بارے میں کوئی صحیح مرفوع حدیث نہیں، اسی لیے بعض فقہاء نے اس کے استحباب کا قول کیا۔ اس لیے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کفایت کرتی ہے۔

۱۔ فراد المجموع فی بیان احادیث الموضوعۃ سطر ۲۔ ۳۔ اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب صفحہ ۳۰۰

۴۔ حاشیہ علی مرقی الفلک صفحہ ۱۲ - ۵۔ فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۲۷۹

۶۔ جمیع الرموز صفحہ ۸ - ۷۔ السعایۃ مطبوع لاہور جز ۲ صفحہ ۴۶ سطر ۲۵



ثابت ہوا کہ جن اکابرین اہل سنت نے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے ان میں سے ایک شخص بھی انگریزوں کے چڑھنے والی روایات کے موضوع ہونے کا قائل نہیں۔ یہ صرف گجراتی دہائی کا ہی دہلی ہے۔

## مسئلہ ذبح بغیر اللہ اور دہائی کا دجل و فیس ۲۳

**اعتراض** [دہائی لکھتا ہے :- خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

در حدیث صحیح وارد شدہ کہ ملعون من ذبح بغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیرد یا نہ زیرا کہ چون شہرت داد کہ ایں جانور برائے فلاں است ذکر نام خدا بوقت ذبح فائدہ نکر دہے آن جانور منسوب بآں غیر گشت و خستہ درو پیدا شدہ کہ زیادہ از خبت مردار است و ہر گاہ ایں خبت در دے سرایت کرد ہر گاہ بذکر نام خدا حلال نئے شود و مانند سگ و خوک کہ اگر بنام خدا بکشد بوج شوند حلال نئے گردد (فتاویٰ عزیزی) ترجمہ :- صحیح حدیث میں وارد ہے جو شخص کسی جانور کے ذبح کرنے سے اللہ کے سوا دوسرے کا تقرب چاہیے وہ ملعون ہے خواہ ذبح کے وقت اس پر خدا کا نام ہی کیوں نہ لے۔ کیونکہ جب اس نے اسے کسی دوسرے کے نام زد کر دیا تو اب بوقت ذبح خدا کا نام لینا بالکل بیکار ہے اب اس نام زدگی سے اس جانور میں وہ پلیدی آگئی ہے جو مردار سے بھی بدتر ہے اب اس کے بعد خدا کا نام لینے سے وہ حلال نہ ہوگا جیسے کہ گنا اور سور کو اگر اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کریں تو وہ حلال نہیں ہونگے۔

۲۔ وَكَلَّمَ اللَّهُ نَارًا (در مختار بحاشیہ شامی جلد ۲۱)

تمام ہرئی عبارت دجال گجراتی کی بلے

**جواب :-** اس مسئلہ میں دہائی نے شاہ عبدالعزیز صاحب کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں

دو باتیں غور طلب ہیں۔

**پہلی بات** | شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا یہ کہنا جو شخص کسی غیر خدا کے تقرب کے لیے جانور ذبح کرے وہ ملعون ہے یہ حکم بالکل درست ہے اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور ہماری سرائیکھوں پر لیکن اسی ارشاد نبوی کی یہ وضاحت ہے جس کو خوب غور سے ذہن نشین کر لیا جائیے۔

اسلام کا یہ عظیم الشان قاعدہ کلیہ ہے کہ جس طرح مخلوق میں کسی کی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بنانا حرام ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کو کسی مخلوق کے قرب کا ذریعہ بنانا بھی ممنوع ہے جیسا کہ مشرکین کا قول قرآن مجید نے نقل کیا ہے۔

مَا تَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُغْنِيَ عَنْكَ اللَّهُ لَوْ نَالُوا الشَّيْءَ زُلْفَىٰ

یعنی مشرک کہتے ہیں کہ بتوں کی عبادت سے ہمارا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنا ہے۔ لہذا مخلوق کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حرام نہیں۔ اسی طرح اللہ کی عبادت سے مخلوق کا تقرب حرام ثابت ہوا جو کہ لہم اللہ اکبر کہہ کر حلال جانور کو ذبح کرنا اللہ کی عبادت ہے اس سے مخلوق کے کسی فرد کی نزدیکی چاہنا حرام ہے اس کا کوئی ایماندار بھی منکر نہیں۔

**دوسری بات** | شاہ عبدالعزیز صاحب کا یہ کہنا کہ جانور کسی بزرگ کے نامزد کرنے سے ہی ایسا حرام ہو جاتا ہے جیسا کتا اور خنزیر۔ سو بات بالکل لغو ہے مجھے یقین ہے کہ یہ نمبر ۲ بات شاہ صاحب کی نہیں یہ دبا بیہ کا تصرف ہے اس دعویٰ کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

**دلیل ۱** | شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب کی خدمت میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ معقول آیت ذَا أَهْلِ الْبَيْتِ لَعَنَ اللَّهُ كَاکِبًا ہے اور مصداق اس آیت کا کیا ہے؟ مسئلہ آیت کا ترجمہ اور مصداق جو فتاویٰ عزیزی میں ہے یہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے والد ولی اللہ صاحب کے ترجمہ کے بھی خلاف ہے۔ مذکورہ بالا آیت قرآن مجید میں چار مقام پر ہے

۱۔ پ البقرہ رکوع ۱۱۱ آیت ۱۱۱۔ ۲۔ پ المائدہ رکوع ۱ آیت ۳۔ ۳۔ پ الانعام ۱۱۱ آیت ۱۱۱۔ ۴۔ پ النحل رکوع ۱۱۱ آیت ۱۱۱۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے چاروں مقاموں پر یہی ترجمہ کیا ہے برائے غیر خدا  
آواز بلند کر وہ شود وقت ذبح اور (ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ)

”یعنی وہ جانور حرام ہے جسے ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے۔“

اب ناظرین تھنرات غور فرمادیں کہ باپ تو کہتا ہے کہ اگر ذبح کے وقت جانور پر غیر خدا کا  
نام لیا جائے۔ تو جانور حرام ہو جاتا ہے۔ اور بیٹا یہ کہے کہ صرف کسی کے نامزد کر دینے سے ہی  
حرام ہو جاتا ہے۔ فیصلہ کر دو۔ باپ اور بیٹا دونوں میں سے کون قرآن مجید کا فہم رکھتا ہے۔ وہاں یہ  
کے نزدیک تو دونوں میں سے ایک ضرور قرآن مجید سے جا مل ہے لیکن ہم تو ایسا کہنے کی جرأت  
نہیں کرتے بلکہ ہمارا خیال تو یہ ہے کہ باپ۔ بیٹا دونوں ہی قرآن مجید کا فہم رکھنے والے ہیں۔  
لہذا فتاویٰ عزیزی کی عبارت شاہ صاحب کی نہیں بلکہ وہاں یہ کی کارکردگی ہے۔

**دلیل ۲** وہاں یہ کو یہ بات بھی تسلیم ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر محمد شہ ہیں۔ اور  
حنفیوں کے مسلم امام امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”کتاب الآثار“ میں یہ حدیث

پاک نقل فرماتے ہیں۔

عَمَّا قَالَ أَخْبَرَكَ أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَافٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ رَوَاحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ شَاوًا مِنْ عَنَمِهِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَأَوْصَى بِهَا جَارِيَةً كَانَتْ فِي الْفَرَمِ فَكَانَ يَتَاهَدُهَا وَيَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلَّمَا آتَى الْفَرَمَ  
(الحديث)

ترجمہ: عبداللہ بن رواحہ (صحابی) سے روایت ہے کہ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک  
بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد کی ہوئی تھی۔ اور اپنی لونڈی کو جو بکریوں کی دیکھ بھال کرتی  
تھی یہ نصیحت کی ہوئی تھی کہ اس بکری کا خوب خیال رکھے۔ اور خود بھی جب کبھی بکریوں میں جاتے  
تو اس نامزد کی ہوئی بکری کو خوب دیکھتے۔ اب ان دونوں سے پوچھو کہ صحابی رسول علیہ الصلوٰۃ  
والسلام پر کیا حکم جڑو گئے۔

مگر اتنی دہائی نے اس مسئلہ میں درمختار کا جو جملہ نقل کیا ہے۔ لہذا ذکر اسم اللہ،

اس کے نقل کرنے میں بھی پورا پورا دجل سے کام لیا ہے۔ درمختار میں جہاں سے مذکورہ جملہ نقل کیا گیا ہے۔ وہاں پر بزرگوں کو ایصالِ ثواب کے لیے جانور ذبح کرنے کی بحث کا نام دشان تک نہیں، ہم درمختار کی پوری عبارت نقل کر دیتے ہیں تاکہ گجراتی دہاتی کا دجل خود بخود قارئین کی سمجھ میں آجائے۔

ذَبَحَ بِعَدْوَمِ الْأَمِيْنِ وَنَحْوِ كَوَاحِدٍ مِّنَ الْعُظَمَاءِ يُعْدَمُ بِذَنبِهِ أَهْلًا  
بِمُتَعَدِّ اللَّهِ وَكَوْذَرِ اسْمِ اللَّهِ تَعَالَى وَكَوْذَبِ لِلضَّيْفِ لَا يُعْدَمُ بِذَنبِهِ  
سُنَّةُ الْخَلِيلِ وَكَوْذَرِ الضَّيْفِ الْكِرَامِ اللَّهُ وَالْفَارِقُ أَتَى إِنْ قَدْ مَعَالِيَهُ كُلِّ  
مِنْهَا كَانَ الَّذِي بَيْعَ لِلَّهِ وَالْمَنْفَعَةُ لِلضَّيْفِ۔ ۱۰

ترجمہ :- اگر کسی امیر اور ایسے ہی کسی عظمت والے انسان کی آمد پر محض تعظیماً جانور ذبح کیا۔ تو وہ حرام ہے کیونکہ یہ ما اہل بغیر اللہ کے حکم میں داخل ہے اگرچہ ایسے جانور کو اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ذبح کیا جائے۔ اگر مہمان کی آمد پر ذبح کیا تو حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اور یہ بھی کہ مہمان کی عزت اللہ تعالیٰ ہی کی عزت ہے تعظیماً ذبح کرنے اور مہمان کے لیے ذبح کرنے میں یہ فرق ہے کہ گوشت کھانے کے لیے مہمان کی خدمت میں پیش ہوتا ہے کہ وہ اسے کھائے۔ اس صورت میں ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا۔ اور مذکور مہمان کے نفع کے لیے۔ دوسری صورت میں گوشت آنے والے کی خدمت میں پیش کرنا مقصود نہ ہو صرف غیر خدا کی تعظیم مقصود ہو۔ تو حرام ہو جائے گا۔

یہ ہے درمختار کی پوری عبارت۔ جس سے اہلسنت کے علماء کی تائید ہوتی ہے کہ ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں۔ اور مذکور یعنی گوشت۔ چربی۔ کھال وغیرہ کا نفع فقراء اور مساکین کے لیے ہوتا ہے۔ اور اس نفع کا اجر و ثواب اپنے کسی بزرگ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک بھی صاحب عقل سلیم ایسا نہیں جو اس مذکورہ صورت کی حرمت کا قائل ہو۔

**مسئلہ کاغذ موتی اور گجراتی دہاتی کی جائزیت یعنی دجل و فریب**

۱۰ :- درمختار بر حاشیہ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ مصر۔



**اعتراض** | وہابی لکھتا ہے بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ ہم جو کچھ بزرگوں کی قبروں پر جا کر کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں اور جو ندائیں ہم ان کو دیتے ہیں وہ سنتے ہیں میرے نزدیک شرک کی یہ پہلی سیڑھی ہے۔

خدا تعالیٰ نے سرے سے اس عقیدہ ہی کی نفی کر دی تاکہ شرک کا دروازہ ہی بند ہو جائے فرمایا: وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ دَعْوَاهُمْ عَنِ غُلُوبٍ ۖ لَهُ

ترجمہ :- اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو پکارتا ہے اللہ کے سوا ان کو جو نہیں پہنچ سکتے۔ اس کی پکار کو دین قیامت تک اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔ اس آیت شریفہ میں لفظ من دون اللہ آیا ہے اور یہ اللہ کے سوا سب کو شامل ہے چاہے نبی ہوں۔ ولی ہوں۔ شہید ہوں۔ پیر ہوں۔ فقیر ہوں سب ان کی دعاؤں سے غافل اور بے خبر ہیں۔

جواب :- اس بد دین کی پہلی بات کہ بعض جاہلوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اولیاء بعد از وصال اپنے پکارنے والوں کی پکار سنتے ہیں اور ان کو دیکھتے ہیں۔ اس کو اس کی زد میں کون کون آئے ملاحظہ ہو۔

**عائشہ بنت علی بن برہان الدین حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:**

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَ كَأِذَا أَنَا مَيِّتٌ وَخَرَعْتُمْ مِنْ جِهَتِي فَأَحْمِلُونِي حَتَّى تَقِفُوا أَبَا بَكْرٍ فِيهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِفُوا أَبَا بَكْرٍ وَقُولُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْأَلُكَ فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ يَأْتِ فَتَحْ أَبَا بَكْرٍ وَكَانَ أَبَا بَكْرٍ مُغْلَقًا يَقْعُلُ فَأَدْخِلُونِي وَأَدْخِلُونِي فَإِنْ لَمْ يَفْتَحْ أَبَا بَكْرٍ أَخْبِرْ جَوْفِي إِلَى الْبَيْتِ وَأَدْخِلُونِي بِهِ فَلَمَّا دَفَنُوا عَلَى أَبَا بَكْرٍ وَقَالُوا مَا ذَكَرْنَا فَقَعُلُ الْفَتَى أَبَا بَكْرٍ وَسَمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ

۱۔ احکامات آیت ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔



الْبَيْتِ اَدْخُلُوا الْحَبِيبَ اِلَى الْحَبِيبِ فَاِنَّ الْحَبِيبَ مُشْتَقٌّ ۛ

**ترجمہ:** جب سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا، آپ نے حاضرین کو وصیت کی کہ جب میرا وصال ہو جائے اور تم غسل و کفن دے کر فارغ ہو جاؤ، تو مجھے اٹھا کر اس مکان کے دروازہ کے سامنے لے جا کر رکھ دینا جس مکان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار اقدس ہے اور خود دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کرنا السلام علیک یا رسول اللہ ابوبکر آپ سے اجازت کے طالب ہیں۔ پس اگر بایں صورت اجازت مل جائے کہ دروازہ خود بخود کھل جائے۔ کیونکہ دروازہ کو قفل لگا رہتا تھا، تو مجھے اندر لجا کر دفن کر دینا۔ اگر دروازہ نہ کھلے تو جنت البقیع میں لیجا کر دفن کر دینا۔ جب صحابہ نے روضۃ النور علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر کھڑے ہو کر مذکورہ وصیت کے مطابق کیا، تو قفل دروازے سے علیحدہ ہو گیا۔ اور دروازہ کھل گیا۔ اندر سے آواز آئی کہ حبیب کر حبیب کے پاس لے آؤ۔ کیونکہ حبیب حبیب کا مشتاق ہے۔

**۲۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں**

اسی طرح تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے۔  
افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی اس وصیت سے آپ کا عقیدہ بالکل واضح ہے۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے والوں کی پکار کو بھی سنتے ہیں اور آپ دیکھتے بھی ہیں صحبی تو آپ نے یہ وصیت فرمائی۔ اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے انکار بھی نہ کیا۔ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے اور دیکھنے کے عقیدہ پر صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ ۛ

**۳۔ حافظ الشان سیدی ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں**

ۛ۔۔۔ سیرۃ جلیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۵ تعلیق کلاں طبع جدید الرحمان۔

ۛ۔۔۔ تفسیر کبیر طبع جدید جز ۱ صفحہ ۸۷۔

رَدِّى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ مَالِكِ الدَّارِمِيِّ وَكَانَ خَازِنُ عُمَرَ  
قَالَ أَصَابَ النَّاسَ قُحْطٌ فِي ذَمِّنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لِامْتِنِكَ فَإِنَّكُمْ قَدْ هَلَكُوا أَفَاقَى  
الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَكَ آيَةُ عُمَرَ (الحديث) ۱۰

**ترجمہ :-** ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ عمر فاروق کے خازن مالک داری سے روایت  
کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا تو ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے روضہ انور پر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے بارش طلب فرمادیں کہ وہ ہلاکت  
کو پہنچ چکی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انسان کو خواب میں آکر فرمایا کہ تم عمر کے پاس جاؤ آگے  
بارش ہونے کے متعلق واقع مذکور ہے

حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ مزار اقدس پر آنے والا  
شخص بلال بن حارث مزی صحابی تھا۔

بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہوا کہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
متعلق عقیدہ رکھتا ہے کہ روضہ انور میں فریادوں کی فریادیں سنتے بھی ہیں اور فریادیں فرماتے بھی  
ہیں۔ یہ بدین وہابی کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا عقیدہ بعض جاہلوں کا ہے۔ (نحوذ باللہ من ذالک)  
گجراتی دھابی نے اپنے اس گندے عقیدے (کہ انبیاء اولیاء نہ کسی کی فریادیں سنتے  
ہیں اور نہ ہی فریادیں کرتے ہیں) بلکہ مردے بے جان بالکل بے خبر ہیں) پر تین آیات سے  
استدلال کیا ہے۔

**آیت ۱ :-** وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَنْجِيهِ ۖ  
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ هُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝  
**آیت ۲ :-** إِنَّ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ

الْقِيَامَةِ يَكْفُذُونَ بِشُرْكِكُمْ ۝ ۱۷

آیت ۱۷ | فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ

لَغَافِلِينَ ۝ ۱۸

حالِ تمکا مذکورہ تینوں آیات کا انبیاء اور اولیاء سے کوئی تعلق نہیں، ان آیات کا معنی سید المفسرین سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے ملاحظہ فرمادیں۔

وہابی کی پیش کردہ آیات کا معنی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی

آیت ۱۷ | (مَنْ أَضَلَّ) عَنِ الْحَقِّ وَالْهُدَى (مِمَّنْ يَدْعُوا) يَعْبُدُ

(مِنْ دُونِ اللَّهِ) وَهُوَ الْكَافِرُ (مَنْ لَا يُسْتَجِيبُ لَهُ) لَا يُجِيبُهُ

إِنْ دَعَاكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ (يَعْنِي الْأَصْنَامَ) (عَنْ دُعَائِهِمْ) عَنْ

دُعَائِهِمْ مَنْ يَعْبُدُهُمْ (غَافِلُونَ) غَافِلُونَ ۝ ۱۸

ترجمہ :- حق و ہدایت سے زیادہ پھرا ہوا اس شخص سے کوئی نہیں جو عبادت کرتا ہے خدا کے سوا یعنی کافران کی عبادت کرتے ہیں جو اپنے پرچنے والے کی پکار کا جواب قیامت تک نہیں دے گا۔ یعنی بہت اپنے پوجنے والوں کی پکار سے غافل ہیں۔

آیت ۱۸ | (إِنْ تَدْعُوهُمْ) يَعْنِي أَذْكَيْتَهُمْ (لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ) لَا تَنْفَعُكُمْ صُمْ

بُكُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝ ۱۹

ترجمہ :- اگر تم ان معبودوں کو پکارو وہ تمہاری پکار نہ سنیں گے کیونکہ وہ بہرے اور گونگے ہیں سنتے نہیں ۱۹

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی نے توصیف صاف ان آیات کو مشرکوں اور ان کے بتوں کے حق میں مانا ہے۔

۱۷ :- سورہ فاطر آیت ۱۷ پارہ ۲۳ - ۱۸ :- سورہ یونس آیت ۲۹ پارہ ۱۱ -

۱۹ :- تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۱۲ - ۲۰ :- تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۴۰ -

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔  
 اگر پکارو یعنی دُعا مانگو بتوں سے جن کو شریک کرتے ہو خدا تعالیٰ کے ساتھ وہ  
 نہیں سنتے تمہاری پکار کو کہ وہ بے جان ہیں۔ ۱۷  
**آیت ۳۱** فَكُنْ بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكَ  
 لَغَافِلِينَ (قرآن)

وہابی بددین نے اس آیت مبارکہ کے تحت لکھا ہے۔  
 قیامت کے دن اللہ کے مقبول بندے نبی، ولی، پیر، فقیر، شہید قسم اٹھا کر یہ اعلان  
 کریں گے کہ ہم تمہاری سو د پکار، نذر و نیاز وغیرہ سے بے خبر تھے۔ ۱۸  
 وہابی نے آیت مبارکہ پوری نقل نہیں کی، اگر پوری نقل کرتا تو اس کی خباثت باطنی  
 کی ہرگز مائیہ نہ ہوتی۔ پوری آیت مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ  
 وَشُرَكَاءُكُمْ فَذَلَّلْنَا بِبَيْنِكُمْ وَاَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُونَ  
 فَكُنْ بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكَ لَغَافِلِينَ۔ ۱۹  
 آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تکرار مشرکین اور ان کے بتوں کا ہے۔  
 شاہ عبدالقادر صاحب اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

پوچھیں گے ہم کافروں سے کیوں عبادت کی بتوں کی تم نے کہیں گے کافر بتوں نے  
 ہم کو ساتھ عبادت اپنی کے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بتوں کو بیچ بات کہنے کے لادے گا۔ اور کہیں شریک  
 ان کے یعنی بت۔ نہ تھے تم کہ ہم کو پوجا ہو وہ تم نے بلکہ تم خواہش اپنی کو پوجتے تھے۔ ۲۰  
 معلوم ہوا گجراتی وہابی نے بتوں اور مشرکوں والی آیات کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں  
 پر چسپاں کیا ہے ایسا کیوں نہ کرتا۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہے دراصل یہ وہابی خارجی

۱۷۔۔ تفسیر مروجہ القرآن صفحہ ۴۵۶ - ۱۸۔۔ شجرہ بدعات صفحہ ۴۰۔  
 ۱۹۔۔ سورہ یونس آیت ۷۸ پارہ ۱۷۔ ۲۰۔۔ تفسیر مروجہ القرآن صفحہ ۱۹۹۔



میں۔ بخاری شریف میں ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں اور محدوں کو اللہ کی بدترین مخلوق کہتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو ایمانداروں پر چسپاں کرتے ہیں۔  
برس فرمایا، ایمانداروں کے سردار عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے، دہائی بیشک خارجی ملکہ اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہیں۔

### سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغہ خطاب کے ساتھ ندا کر کے آپ سے گفتگو فرمانا فرماتے ہیں۔

يَا مَالِكِ كُنْ مَا فِى فِى فَاَتَيْتُ — اِنِّى فَقِئْتُ فِى الْوَدَى لِيَعْنَا كَا

اے میرے مالک بوقت حاجت میرے شفیع ہو جئے۔ میں تمام مخلوق سے زیادہ آپ کا محتاج ہوں۔  
www.Ishaat-ul-Uloom.net

### انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کے مزارات کو بوسہ دینے کا مسئلہ

بزرگان دین نے اپنی تالیفات میں جہاں کہیں یہ فرمایا ہے، قبر کو ہاتھ نہ لگائے۔ بوسہ نہ دے۔ اس پر نہ جھکے، ان کی خاک کو منہ پر نہ ملے، یہ صرف ان قبروں کے متعلق ہے جن میں کسی قسم کی کوئی مشرافت نہیں، بلکہ عام گنہگاروں کی قبریں ہوں۔ باقی رہا مزارات مشرکہ کا بوسہ لینا یا حصول برکت کے لیے مزار مبارک کو ہاتھ لگانا یا اس پر رخسار رکھنا تو اس کے جائز ہونے میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔

### مشاہد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حجتہ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں



كُلُّ مَنْ يَتَسَبَّرُكَ فِي حَالِ حَيَاتِهِ يَتَسَبَّرُكَ بِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ۞  
ترجمہ :- جس کی زندگی میں اس سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں۔  
الْبِرْكَةُ الْعَامَّةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِنْ كَلَامٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ ذَوْبٍ أَوْ مَكَانٍ  
حَتَّى يَتَسَبَّرُكَ بِتَوَاطُّفِ طَبْعِكَ وَبِمَكَانٍ جَلَسَ فِيهِ يَوْمًا ۞  
ترجمہ :- ولی اللہ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اس کی ہر چیز یعنی کلام، سانس، فعل، کپڑا، مکان میں برکت ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاؤں کی مٹی اور جس مکان میں وہ ایک دن بھی بیٹھا ہر برکت حاصل کی جاتی ہے۔

### شیخ الاسلام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نَقَلَ عَنْ ابْنِ أَبِي الصَّيْفِ الْيَمَانِيِّ أَحَدَ عُلَمَاءِ مَكَّةَ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ  
جَوَادُ تَقْبِيلِ الْمُصْحَفِ وَاجْزَائِهِ الْحَدِيثِ وَتُسُورِ الصَّالِحِينَ وَنَقَلَ الطَّبِيبُ  
النَّاشِرِيُّ عَنِ الْمُحِبِّ الطَّبْرِيِّ أَنَّهُ يَجُوزُ تَقْبِيلُ الْقَبْرِ وَنَسَهُ قَالَ وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْعُلَمَاءِ  
الصَّالِحِينَ ۞

ترجمہ :- ابن ابی صیف یمانی جو مکہ مکرمہ کے علماء شافعیہ سے ہیں قرآن مجید کتب احادیث اور صالحین کے مزارات کو چومنے کا جواز منقول ہے اور طیب ناشری نے محب طبری سے نقل کیا ہے کہ قبر (متبرک) کو چومنا اور مس کرنا جائز ہے اور فرمایا اس پر علماء صالحین کا عمل بھی ہے۔

### ادبچی قبروں کو گرانے کا مسئلہ

۱۔ :۔ لحات شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ ۲۔ :۔ منہاج العابدین مع شرح سراج السالکین صفحہ ۵۲۹ مطبوعہ مصر  
۳۔ :۔ کتاب وفاء الوفا جلد ثانی صفحہ ۴۴۴ -

پاکستانی اور نجدی و بامیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ کو پامال کرنے کی بنیاد جس حدیث پاک پر رکھی ہوئی ہے وہ حدیث اور اس کی حقیقت ملاحظہ فرمادیں۔

**حدیث** | عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي عَتَاةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَدَتْ دَعَا قَوْمًا لَا تَطْمَئِنُّ دُلُوبُهُمْ أَمْشِرًا الْأَسْقِيَّةَ (رواه مسلم)

ترجمہ: ابو الہیاج رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابو الہیاج کیا میں تم کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ اور وہ کام یہ ہے کہ جاؤ اور جو تصویر تم کو نظر آئے اس کو مٹا دو اور جو قبر اونچی طے اسے برابر کر دو۔

یہ حدیث شریف نقل کرنے کے بعد وہابی لکھتا ہے۔  
 خدا تعالیٰ دین اسلام کو اتنا غلبہ دے کہ یہ تمام روئے گنبد اور قبریں جو شرک کا موجب ہیں مذکورہ حدیث کے مطابق برابر کر دیئے جائیں۔  
 مذکورہ بالا حدیث مسلم شریف جلد ۱ ص ۳۱۲۔

## لغات حدیث کی مشہور و معروف کتاب مجمع البحار میں ہے

الْعُرَادُ بِحَدِيثِ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقُبْرِ الْمُشْرِفِ لَسَطِيحِهِ لَا تَسْوِيَتُهُ بِالْأَرْضِ۔  
 یعنی جس حدیث میں اونچی قبر کو برابر کرنے کا حکم ہے اس کا معنی یہ نہیں کہ قبر کو زمین کے برابر کر دیا جائے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ قبر کی بلندی چاروں اطراف سے یکساں ہو۔ درمیان میں سے اونٹ کی کوبان کی طرح اونچی نہ رکھی جائے۔  
 دیکھ لیجئے حدیث شریف کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اور یہ حکم قبر کی اصلی بناؤٹ کا ہے

کہ قبر زمین سے اونچی ضرور ہو۔ لیکن اونٹ کی کوبان کی مانند نہ ہو۔ اس حدیث کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے مزارات کے گنبدوں اور قبوں سے کیا واسطہ۔  
قبروں کو برابر کرنے کے حکم والی حدیث شریف کے متعلق ایک غیر مقلد عالم کہتا ہے۔

### مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں وحید الزماں غیر مقلد کی تحقیق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت علی کو اسی طرح حضرت علی نے ابوالہیاج کو قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ مشرکوں کی قبریں تھیں نہ کہ مسلمانوں کی کیونکہ مسلمانوں کی قبریں اس زمانہ (نبوی) میں سنت کے موافق ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ ہوں گی۔  
اور حقیقت بھی یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کی سنت مبارک کی مخالفت کرنے کی کس میں جرأت تھی۔ اس کی تائید بخاری شریف سے بھی ہوتی ہے۔  
امام الحدیث سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اس عنوان کا مستقل باب باندھا ہے۔ (باب) هَلْ يُشْرِكُ قُبُورُ الْمُشْرِكِ الْجَاهِلِيَّةِ یعنی کیا زمانہ جاہلیت کے مشرکوں کی قبریں اکھاڑ دی جائیں؟ اس کی شرح میں فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔

لَمْ يَدْخُلْ فِيهَا مِنْ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَتْيَاهُمْ لِمَا فِي ذَلِكَ مِنْ أَوْهَانَةٍ لَعَلَّ يَخْلَفُونَ الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّهُمْ دَخَلُوا لَهُمْ بَلَّ

یعنی مشرکین کے علاوہ انبیاء اور ان کے پیروکاروں (اولیاء) کی قبروں کو نہ چھیڑا جائے گا۔ کیونکہ ایسا کرنے میں انبیاء اور اولیاء کی امانت ہے بخلاف مشرکوں کے کہ ان کی کوئی عزت نہیں۔

### بزرگان دین کے مزارات مقدسہ پر عمارت بنانے کا مسئلہ

علامہ طاہر بیٹنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں | قَدْ أَبَاحَ السَّلَفُ أَنْ يُبْنَى عَلَى قُبُورِ الْمَشَايِخِ  
وَالْعُلَمَاءِ الشَّاهِدِينَ لِمَا كُنَّا فِيهِ هُمُ النَّاسُ وَ

تَسْتَرْجُونَ بِالْعُجُوسِ فِيهِ ۝

ترجمہ :- اسلاف اُمت نے جائز رکھا ہے کہ مشائخ اور مشہور علماء کی قبروں پر عمارت بنائی جائے تاکہ لوگ ان کی زیارت کو آئیں اور وہاں بیٹھ کر آرام کریں ۔

**حنفیوں کے مسلم امام اور محدث علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مکی فرماتے ہیں ۔**

قَدْ أَبَاحَ السُّلُفُ الْبِنَاءَ عَلَى قُبُورِ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ الشُّهُورِيِّينَ لِيَسْؤُدَ لَهُمُ النَّاسُ وَ

يَسْتَرْجُونَ بِالْعُجُوسِ فِيهِ ۝

ترجمہ :- وہی ہے جو مجمع البحار کی عبارت کا ہے ۔

**عارف باللہ سیدی اسماعیل حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں**

بِنَاءُ الْقُبَابِ عَلَى قُبُورِ الْعُلَمَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْمُصَلِّحِينَ وَصُنْعُ التُّورَةِ وَالْعَاطِمِ  
وَالْبُيَاقِ عَلَى قُبُورِهِمْ وَكَذَا الْإِقَادَةُ الْقَادِيَّةُ وَالشُّعْبُ عِنْدَ قُبُورِ الْأَوْلِيَاءِ وَالْمُصَلِّحِينَ  
مِنْ بَابِ التَّعْظِيمِ وَالْإِحْدَالِ لَا يَنْبَغِي النَّقْيُ عَنْهُ ۝

ترجمہ :- اولیاء علماء اور صلحاء کی قبروں پر قبے بنانا اور پردے ڈالنا اور دیڑھ کپڑے (چادریں) وغیرہ ڈالنا اسی طرح مزارات اولیاء و صلحاء کے قریب قندیلیں اور چراغ روشن کرنا یہ اُن کی عزت اور عظمت ہے ۔ لہذا منع نہ کرنا چاہیے ۔

**علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔**

لَا يَكُنْ الْبِنَاءُ إِذَا كَانَ الْمَيِّتُ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالْعُلَمَاءِ وَالسَّادَاتِ ۝

ترجمہ :- اگر میت مشائخ یا علماء یا سادات سے ہو تو قبر پر تعمیر میں کوئی کراہت نہیں ۔

۱۔ مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸۷ ۔ ۲۔ مرقاة جلد ۴ صفحہ ۶۹ مطبوعہ پاکستان ۔

۳۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴ ۔ ۴۔ فتاویٰ شامی ج ۱ صفحہ ۶۲۷

نوٹ: یہ عبارت بعینہ فتاویٰ متبعیہ حامدیتہ جلد ۲ صفحہ ۳ پر بھی ہے۔  
 ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء عظام کے مزارات کو گرانے کا شریعت  
 محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کوئی ثبوت نہیں۔ ابی الہیاج کی روایت سے استدلال  
 کرنا دہائیہ کی جنابشت باطنی ہے۔

### مسئلہ دُعا بعد نماز جنازہ

اُمت و دہائیہ نماز جنازہ کے بعد دُعا مانگنے سے بھی منع کرتی ہے اور فقہاء کرام کے  
 اقوال کا سہارا لیے ہوئے ہے۔ لیکن فقہاء کرام نے علی الاطلاق کراہت کا قول نہیں کیا۔ بلکہ  
 فرماتے ہیں۔

لَا يَعُوذُ بِالدُّعَاءِ بَعْدَ صَلَوَاتِ  
 الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يَشْبَهُ  
 الزِّيَادَةَ فِيهَا - سلم

نماز جنازہ کے بعد دُعا کے لیے کھڑا نہ  
 رہے کیونکہ اس سے نماز جنازہ میں  
 زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔

### اسی طرح علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لَا يَدْعُو لِلْمَيِّتِ بَعْدَ صَلَوَاتِهِ  
 الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يَشْبَهُ الزِّيَادَةَ  
 فِي صَلَوَاتِ الْجَنَازَةِ - سلم

نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے  
 دُعا نہ کرے کیونکہ اس سے نماز جنازہ  
 میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے۔

**نتیجہ:** ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ دُعا، بعد نماز جنازہ کے مکروہ ہونے کی علت  
 یہ ہے کہ نماز میں زیادتی کا شبہ ہوتا ہے اور یہ شبہ اسی صورت میں ہے۔ جب کہ  
 امام اور مقتدی نماز والی حالت پر قائم رہ کر دُعا کریں۔ اگر امام میت کی طرف سے منہ پھیرے اور  
 مقتدی قطاریں توڑ لیں۔ پھر دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے جائیں تو کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ



قاعدہ ہے کہ علت کے اٹھ جانے سے حکم اٹھ جاتا ہے۔

## مسئلہ حیاتِ انبی صلی اللہ علیہ وسلم و حیاتِ اولیاءِ رحمۃ اللہ علیہم جمعین

اس مسئلہ کے بیان کرنے کا مقام تو دراصل بحثِ سماعِ موتی پر تھا، کیونکہ گجراتی و ماہی علیہ  
ما علیہ نے سماعِ موتی کی بحث میں انبیاءِ اولیاء، شہدائے مہرے ہونے کا اقرار کیا ہے لیکن بندہ نے  
اس مسئلہ کی عظمت کی بناء پر اسے علیحدہ بیان کیا ہے۔

## حیاتِ انبیاء کے متعلق اہل اسلام کا عقیدہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ | خاتم الحفاظ سیدنا سیوطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حَيَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَبْرِهِ هُوَ

وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ مَعْلُومَةٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِيًّا بِإِقَامِهِ عِنْدَنَا مِنْ الْأَدِلَّةِ فِي ذَلِكَ وَ

قَوَانِطُ بِهِ الْأَخْبَارُ ۝

ترجمہ :- ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کا قبروں میں زندہ ہونا ہمیں قطعی طور پر معلوم  
ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کافی دلائل موجود ہیں اور خبریں حد تو اترا تک پہنچ چکی ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔

اخرج ابو يعلى في سند صحيح والبيهقي في كتاب حياة الانبياء عن انس ان رسول الله

صلى الله عليه وسلم قال: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ۔

ترجمہ :- محدث ابو یعلیٰ نے اور بیہقی نے اپنی کتاب حیاتِ انبیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اور نمازیں

پڑھتے ہیں۔ یہ ہی جلیل القدر امام فرماتے ہیں۔

لَا يُكْرَهُ ذَلِكَ إِلَّا جَاهِلٌ ۝

یعنی حیاتِ انبیاء کا انکار سوائے جاہل کے کوئی نہیں کر سکتا۔ ۝

## شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ایشان اَحیاء اُند بیحیات حقیقی دنیاوی باتفاق۔<sup>۱</sup>  
 انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور یہ زندگی حقیقی دنیاوی ہے (نہ کہ برزخی) اس حقیقی  
 زندگی پر پوری اُمت کا اتفاق ہے۔ یعنی اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی  
 بھی انبیاء کی حقیقی زندگی کا منکر نہیں۔  
 وہابیہ نجدیہ چونکہ قرن الشیطان یعنی شیطان کی اُمت ہے لہذا یہ منکر ہیں۔

## مسئلہ حیاۃ اولیاء

امام الاحناف علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں |  
 اُولِیَاءُ اللّٰهِ لَا یَمُوتُوْنَ وَلٰکِنْ  
 یَتَنَقَّلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ<sup>۲</sup>

فقہ جمعہ۔ اولیاء اللہ مرتے نہیں لیکن ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوتے ہیں۔  
 امام الوہابیہ الدیوبندیہ حاجی املاؤ اللہ صاحب فرماتے ہیں |  
 فقیر مرنے نہیں صرف ایک  
 مکان سے دوسرے مکان

میں انتقال کرتے ہیں۔<sup>۳</sup>

## شیخ الوہابیہ الدیوبندیہ محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں |

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذ اللہ — حیات شیخ کا منکر ہو چو ہے اسکی نادانی  
 معلوم ہوا شہید و صالح و صدیق تمام زندہ جاوید ہیں۔ ان کی حیات کا منکر جاہل ہے  
 شجرہ بدعات کے آخر میں گجراتی دیوبانی نے لغویات اور خرافات عنوان کے تحت چند

۱۔ اشعۃ اللمعات ج ۳ صفحہ ۴۱۳۔ ۲۔ مرقاة شریعت جلد ۳ صفحہ ۲۴۱  
 ۳۔ شفاء المداویہ صفحہ ۸۱ حصہ سوم۔ ۴۔ یکیات شیخ الہند محمود حسن صفحہ ۹ (مطبوعہ قاسمی دیرپند)

اشعار نقل کیے ہیں جن میں سے بعض کا تعلق امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ سے اور بعض غیر متعلقہ ہیں۔ چونکہ مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کو اہل سنت نے اپنا امام تسلیم کیا ہے اور آپ یقیناً امام اہل سنت ہیں لہذا اہل سنت و جماعت آپ کی ہر تحریر کے ذمہ دار ہے۔

اہل سنت و جماعت دہابیوں کی مانند نہیں ہیں کہ اپنے اکابرین کی عقیدت میں جب بڑھنا شروع کیا۔ تو قاسم نانوتوی کو قاسم العلوم رشید احمد گنگوہی کو غوث اعظم اور اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت وغیرہ سمجھتے گئے۔ لیکن جب ان اکابرین کے عقائد کو قرآن و سنت کے مطابق صحیح ثابت کرنے کا موقع آتا ہے تو بالکل ہی چھائیں بائیں ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے ان دہابیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔

### دہابی عوام کا عقیدہ گدھے کے عضو تناسل کی مانند ہے

عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی ہی حالت ہے جیسے گدھے کا عضو مخصوص۔ بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ نہیں ملے۔ دہابیوں کے پیشوائے صحیح کہا ہے یہ دہابی ٹولہ واقعی گدھے کا عضو مخصوص ہے۔ الحمد للہ ہمارے امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عقیدت مندوں کے متعلق کوئی شکوہ نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی ہم آپ سے عقیدت کے میدان سے گم ہونے والے ہیں۔ اب سنیے گجراتی دہابی کی خرافات لکھتا ہے۔

### اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے کسی عقیدہ مند کے اشعار

سے جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے جام کوثر کا پلا احمد رضا  
دہابی کا اعتراف مولوی احمد رضا خاں کو ساقی کوثر کا مرتبہ دے دیا۔

نیکرین جو آگے پوچھیں گے تو کس کا ہے؟ ادب سے سر جھکا کر نام لوں گا احمد رضا  
قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دوے سے ہو میرا مشکل کشا، احمد رضا  
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو سے اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا  
دوبابی کا اعتراض | غور کریں مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خالص صاحب کے لیے ثابت  
ہو گئے، حالانکہ ان کی اپنی حالت یہ ہے، بیٹے انہی کا شجر

خدا نے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بد کاریوں کے دفتر  
بچا لو آگے شیخ محشر قہار بندہ عذاب میں ہے (مولانا احمد رضا خان)  
جواب :- میں کہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے عقیدت مند نے اگر مشکل اوقات میں آپ  
کو اپنا حامی، مددگار، فریاد رس، مشکل کشا، شیخ کہا ہے تو یہ عین حقیقت ہے۔  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّهٗ اَرْسَلَكُمْ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ السَّيِّدِیْنَ اَمْسُوْا۔  
ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے، اور اس کا رسول اور اولیاء۔  
پھر فرماتا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ لَیُعْطُوْهُمۡ لِبَیْضٌ عَدُوِّہٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یُفِیْضُ۔  
ترجمہ :- یعنی اولیاء کرام کے سوا تمام دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔  
گویا قبر و نشر و حشر میں اولیاء اللہ کا اپنے محبت والوں کا حامی ہونا تو قرآن سے ثابت ہے۔  
بیشک اولیاء اللہ روز حشر شیخ بھی ہوں گے۔

**قطب شعرانی سیدی عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔**

اِنَّ اَسْمَۃَ السَّعَآءِ وَ الصُّوْبِیۃَ كُلُّہُمْ یَسْتَفْعُوْنَ فِی مَقِلِّدِیْہِمُ وَ یَلِدَ حِظْوْنَ  
اَحَدُہُمْ عِنْدَ طُلُوْجِ رُوْحِہٖ وَ عِنْدَ سُوْاْلِ مُنْکَرٍ وَ تَبْکِیْرِ لَہٗ وَ عِنْدَ النَّشْرِ وَ الْعُشْرِ  
وَ النُّجَابِ وَ الْمِیْزَانِ وَ الصِّرَاطِ وَ لَا یَعْمَلُوْنَ عَنْہُمْ فِی مَوْقِفٍ وَنَ الْمَوَاقِفِ۔

۱۔ شجرہ دعوات صفحہ ۵۰-۵۱۔ ۲۔ سورۃ المائدہ آیت ۵۳ پارہ ۱۔

۳۔ سورۃ الزخرف آیت ۲۷ پارہ ۲۔ ۴۔ میزان کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۹۔

ترجمہ:- بیشک آنکھ فقہاء اور صوفیہ سارے کے سارے اپنے پیروکاروں کی شفاعت کریں گے۔ اور اپنے پیروکاروں کا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب کسی کی روح پرواز کرتی ہے اور جب منکر میر کے سوال ہوتے ہیں انشراح شر حساب میزان اور صراط سے گزرنے کے وقت بھی یہ لوگ کسی مقام پر بھی اپنے پیروکاروں سے غافل نہیں ہوتے۔

اب رہا مولانا احمد رضا کا اپنا شعر جو گجراتی دہانی نے نقل کیا ہے کہ  
خدا نے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر  
بچا لو آگے شیخ محشر تھا مابندہ عذاب میں ہے !  
اس میں آپ کی کوئی کسر شان نہیں۔ کیونکہ ہر نیک سے نیک روز محشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا محتاج ہے۔

**طائفہ دہلیویہ دہلیوں پر یہ کہ میر حاجی امداد اللہ مہاجر کی لکھتے ہیں**

www.Ishaat-ul-Uloom.net

جس دن تم عاصیوں کے شیخ ہوں گے پیش حق

اس دن نہ بھولنا مجھے نہ نہار یا رسول اللہ

لیجو خدا کے واسطے اس دن میری خبر

عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یا رسول اللہ

حالانکہ دیوبندی دہانی حاجی صاحب مذکور کو قلب زمان غوث دوراں لکھتے ہیں۔

**دیگر اشعار علیہ حضرت رضی اللہ عنہ در منقبت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ**

ذی تصرف بھی ہے مازون بھی ہے محتاج بھی

کار عالم کا تدبیر بھی ہے۔ عبد القادر

بندہ قادر کاف اور بھی ہے عبد القادر

سرباطن بھی ہے ظاہر بھی عبد القادر



ولی کیا مسل آئیں خود حضور آئیں  
وہ تیرے وعظ کی محفل ہے یا غوث  
ملک مشغول میں اس کی شناس میں

وہ تیرا ذکر و شاغل ہے یا غوث

گجراتی و بابی کا اعتراض | غور فرمائیں حضرت شیخ عبد القادر کو کار عالم کا مدرب بنا ڈالا۔ اور ان کا مرتبہ  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھا دیا۔ اور خود بال اللہ خدا سے بھی بڑھا

دیا کہ خدا تعالیٰ شیخ عبد القادر جیلانی کا ذکر و مشاغل ہے۔

دین در اصل حدیث عبد القادر اہل دین را معیت عبد القادر

اد ما ينطق عن الهوى ايسى شروحى : قرآن احمد حدیث عبد القادر

شیخ عبد القادر کو اہل دین کا فریادرس بنا ڈالا اور عبد القادر کی بات کو احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بنا ڈالا۔

جواب :- میں کہتا ہوں کہ ماذون و متصرف اور فریادرس ہونا تو لفظ غوث کے حقیقی معنوں میں  
داخل ہے کیونکہ غوث کا معنی ہی فریادرس ہے اور فریادرس وہی ہو سکتا ہے جو من اللہ موزون  
و متصرف ہو۔ ان وہابیوں سے کوئی پوچھے کہ تذکرۃ الرشید کے اول میں تم نے جو رشید احمد  
کو غوث اعظم (سب سے بڑا فریادرس) لکھا ہے کیا اس کو تم نے ماذون و متصرف نہیں مانا۔

باقی گجراتی و بابی کا یہ کہنا کہ خان صاحب نے یہ کہہ کر کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غوث  
الملتین رضی اللہ عنہ کی محفل و وعظ میں آتے۔ اس سے شیخ صاحب کا رتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
بڑھا دیا۔ یہ وہابی کی جہالت ہے۔ اس سے تو صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم شیخ رضی اللہ عنہ کی محفل و وعظ کو اپنی حاضری سے شرف بخشنے آ علی حضرت رضی اللہ عنہ  
کا شعر قرآن احمد حدیث عبد القادر سے وہابی کا یہ سمجھنا کہ خان صاحب نے عبد القادر کی حدیث

کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن بنا دیا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اہل دہائی اردو سمجھنے کی بیانت کی نہیں رکھتا۔ دراصل مفہوم یہ ہے۔

قرآن: احمد یعنی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجسمہ قرآن ہیں۔

حدیث: عبد القادر یعنی شیخ عبد القادر رحمہ اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا مجسمہ ہے۔ گویا کہ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو مجسمہ شکل میں دیکھنے کا طالب احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے اور حدیث احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسمہ شکل میں دیکھنے کا طالب شیخ عبد القادر رحمہ اللہ عنہ کو دیکھے۔

## میزان سیادت

چونکہ آج کل بہت سے بد دین گمراہ خود کو ستید لکھتے اور لکھواتے ہیں، لہذا فقیر نے ضروری سمجھا ہے کہ آخر کتاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے میزان سیادت بیان کر دیا جائے تاکہ عوام الناس دھوکہ نہ کھائیں۔

حدیث شریف | حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حج میں عرفہ کے دن دیکھا کہ آپ اپنی اونٹنی قصوٰ پر سوار خطبہ فرما رہے تھے۔ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا۔

اے لوگو! میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہے کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عزت (اہل بیت) علیہ السلام

## ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

دسویں صدی ہجری کے مجدد علی بن سلطان قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی مخرج میں لکھتے ہیں۔

اہل بیت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پاک ہے اور ان کو پڑنے سے یہ مراد ہے کہ ایمان والے ان سے محبت رکھیں ان کی حرمت کی حفاظت کریں۔ ان کی روایات پر عمل کریں۔ اور ان کے اقوال پر اعتماد رکھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل پاک کی اطاعت کو مطلق رکھا ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو صحیح معنوں میں اور حقیقتاً آپ کی نسل سے ہوگا۔ اس کے عقائد اور اعمال شریعت اور طریقت کے عین مطابق ہوں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ایمانداروں کو بددین، گمراہ، مہجور، سید دل کے شر سے محفوظ رکھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی آل پاک کی سچی محبت اور اطاعت نصیب فرمائے۔

آمین! آمین! - ul-Uloom.net